غیر مقلدین کے بارے میں
حکیم الامت حضرت تھانوی کے ملفوظات
افادات
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
منجانب
النعمان سوشل میڈیا سروسز

مجذوب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

اہلحدیث کے متعلق حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ اگر بد گمانی اور بد زبانی نہ کریں تو خیر یہ بھی سلف کا ایک طریق ہے گو خلف کا قیاس سلف پر اس باب میں مع الفارق ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے متعدد غیر مقلد بیعت بھی ہیں، میں اس میں سخت نہیں ہوں۔ انہیں بھی بیعت کر لیتا ہوں بشرطیکہ تقلید کو جائز سمجھتے ہوں گو واجب بھی نہ سمجھتے ہوں مگر معصیت بھی نہ سمجھتے ہوں لیکن جس کو دل ملنا کہتے ہیں وہ باوجود قلب کو متوجہ کرنے کے بھی نہیں ہوتا۔ ان کی نیکی میں شک نہیں لیکن نیکی بدرجہ محبوبیت نہیں کیونکہ ان حضرات میں عموماً ادب کی کمی ہوتی ہے۔ بے باک ہوتے ہیں اور تقویٰ کا اہتمام بھی بہت کم کرتے ہیں۔ اس سے ایک گونہ انقباض ہوتا ہے۔

(اشرف السوانح ج ۱ ص ۲۰۶، ص ۲۰۷)

غیر مقلدین سے بوقت بیعت بد گمانی اور بد زبانی نہ کرنے کی شرائط

فرمایا کہ میں بیعت کے وقت غیر مقلدین سے شرط کر لیتا ہوں کہ بد زبانی اور بد گمانی نہ کرنی ہوگی اور تقلید کو حرام نہ خیال کریں اور یہ کہ ہماری مجلس میں غیر مقلدین کا ذکر بھی ہوا کرے گا مگر وہ غیر مقلدین مراد ہوں گے جو معاند ہیں۔ تمہیں یہی سمجھنا ہوگا۔ (الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ ۸)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا حضرت حکیم الامت تھانوی کی صحبت میں برکت ہونے کا اعتراف

فرمایا کہ یہاں ایک غیر مقلد آگئے اور کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہم نے تھانہ بھون آنے کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ "واقعی

ان کی صحبت موجب برکت ہے مگر اہلحدیث کے سخت مخالف ہیں" فرمایا کہ اگر اہلحدیث حق پر ہیں تو صحبت کا موجب برکت ہونا کیا معنی اور اگر باطل پر ہیں تو مخالفت ضروری ہے مولوی ہو کر اجتماع نقیضین کیا۔ میں نے کہا کہ مولوی محمد جمال صاحب کو بھی دق کیا۔ فرمایا کیوں۔ میں نے کہا کہ کہتے ہیں کہ اس میں جماعت کی سبکی ہے فوراً فرمایا کہ سب کی تو نہیں۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ ۳۹)

ایک غیر مقلد کو اس کی درخواست بیعت کے جواب میں ارشاد کہ "کیا تم میری تقلید کرو گے ؟"

فرمایا کہ غیر مقلد کا خط آیا تھا کہ "مجھ کو بھی بیعت کر لو گے۔ میں نے جواب دیا کہ "تم میری بھی تقلید کرو گے یا نہیں"؟ پھر جواب دیر کے بعد آیا کہ اس کا جواب تو نہیں آتا مگر بیعت کا ارادہ ہے۔

فرمایا کہ اس کا جواب مجھ سے پوچھتا تو بتلا دیتا کیونکہ علم کا اخفاء اچھا نہیں۔ اس کو شبہ یہ ہوا کہ میرا اتباع کرنے کا وعدہ کرے تو پھر یہ اشکال ہوگا کہ جب میری تقلید کرو گے تو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں نہیں کرو گے سو جواب یہ ہے کہ آپ کی تقلید کروں گا کیونکہ آپ کی تقلید معالجہ میں ہے اور امام ابو حنیفہؒ کی تقلید نہ کروں گا کیونکہ ان کی تقلید احکام میں ہوتی ہے اور احکام میرے نزدیک منصوص ہے۔

(الکلام الحسن ملفوظ ۳)

یہ بھی فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید تو ان احکام میں کرائی جاتی ہے جن میں دلیل کی ضرورت ہے اور شیخ کی تقلید صرف طرق معالجہ میں ہے جن میں تجربہ کافی ہے مثلاً کبر کا مذموم ہونا تو نص سے ثابت ہے اس میں تقلید

نہیں ہیچ سے صرف طریق ازالہ معلوم کر کے عمل کرنا ہوتا ہے جیسے ڈاکٹروں کی اطاعت کرنا۔

(کلمۃ الحق ص ۱۳)

مولانا رومی، جامی، اور شیرازی کے اقوال کی تاویل کی کیوں ضرورت ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ایک نیم غیر مقلد نے مجھ سے کہا کہ مولانا رومی، جامی، وشیرازی کے اقوال کی تاویل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ان کے ظاہری الفاظ پر حکم کیوں نہیں لگا دیا جاتا۔ میں نے کہا وہ ضرورت ایک حدیث سے ثابت ہے۔ کہنے لگے کونسی حدیث میں ضرورت آئی ہے میں نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ دو جنازے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرے اور صحابہؓ نے ایک کی مدح کی اور ایک کی مذمت۔ آپ نے دونوں پر فرمایا قد وجبت۔ آگے وجبت کی تفسیر جنت اور نار سے (فرمائی) اور اس کی وجہ یہ فرمائی کہ انتم شهداء الله فی الارض اتنا تو حدیث سے ثابت ہے۔ اب آپ چل کر جامع مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ان بزرگوں کی نسبت دریافت کریں تو ہر شخص ان کا بزرگ ہونا بیان کرے گا تو اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ یہ اولیاء ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے قول کی توجیہ کرتے ہیں۔

(کلمۃ الحق ۳۰، ص ۳۱)

غیر مقلدین کا حضرت امام اعظم کو کم حدیث پہنچنے کا بہتان

فرمایا غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام صاحب کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس سے بھی کم پہنچیں تو امام صاحب کا اور زیادہ کمال ظاہر

ہو تا کیونکہ جو شخص علم حدیث میں اتنا کم ہو اور پھر بھی وہ جو کچھ کہے اور لاکھوں مسائل بیان کرے اور وہ سب حدیث کے موافق ہوں تو اس کا مجتہد اعظم ہونا بہت زیادہ مسلم ہوگیا۔ یہ لئن خلکان مؤرخ کی جسارت ہے ورنہ صرف امام محمد کی وہ احادیث جو وہ اپنی کتابوں میں امام صاحب رحمتہ اللہ سے روایت کرتے ہیں صدہا ملیں گی۔

(کلمۃ الحق ص ۳۷ ، ص ۳۸)

آمین بالشر کسی کا مذہب نہیں

فرمایا پہلے انگریز بڑے لائق آتے تھے۔ ایک ریاست میں آمین کا جھگڑا تھا تو ایک انگریز نے اپنی تحقیقات میں لکھا کہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ آمین تین قسم پر ہے آمین بالسر یہ مذہب ہے بعض علماء کا۔ اور آمین بالجہر یہ بھی مذہب ہے بعض علماء کا۔ اور ایک قسم ہے آمین بالشر وہ کسی کا مذہب نہیں ہے اور اس وقت اسی کا زیادہ وقوع ہے۔

(کلمۃ الحق ص ۶۱)

آمین بالجہر اور رفع یدین

مولانا سلیمان صاحب پھلواری کی ظرافت کے سلسلہ میں فرمایا کہ ایک دفعہ مولوی صاحب نے ایک قصہ وعظ میں بیان کیا کہ ایک صاحب غیر مقلد بہت لڑاکا تھے۔ ایک مسجد میں انہوں نے آمین بالجہر کہی۔ اس وقت جماعت میں ایک گاؤں کا آدمی بھی تھا۔ اس نے کہا ہمارے گاؤں میں آکر آمین کہو۔ پوچھا تمہارا گاؤں کہاں ہے ؟ اس نے پتہ نشان بتلایا۔ یہ بزرگ قصداً وہاں گئے اور نماز پڑھی۔ آمین جہر سے کہی پھر کیا تھا لوگوں نے رفع یدین شروع کر دیا۔

(سفر نامہ لاہور و لکھنؤ ص ۲۷۶)

ہم علی الاطلاق غیر مقلدین کو برا نہیں کہتے

ہمارے پیشوا حضرت امام اعظم خود کسی کے مقلد نہ تھے

فرمایا میں نے ایک جگہ بیان کیا تھا کہ ہم علی الاطلاق غیر مقلدین کو برا نہیں کہتے دیکھئے امام ابو حنیفہ خود مقلد نہ تھے مگر ہم ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کی ہم کو شکایت ہے ان میں عموماً الا ماشاء اللہ دو خصلتیں بہت بری ہیں ایک ائمہ کے ساتھ بد گمانی دوسرے ان کی شان میں بد گمانی۔ باقی ہم نفس غیر مقلدی کو حرام نہیں کہتے غیر مقلدی بھی ایک مسلک ہے لیکن اس وقت کے مفاسد کو دیکھ کر ہم کو پسند نہیں بہت سی چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر بعض طبائع کے نزدیک ناپسند ہوتی ہیں مثلاً اوجھڑی شرعاً جائز ہے مگر نفیس مزاج اور لطیف الطبع لوگ اس کو پسند نہیں کرتے (بل بعض الاشیاء المباحۃ ابغض عند اللہ ایضا فقدروی ای بعض الحلال عنداللہ الطلاق او کما قال جامع

(سفر نامہ لکھنؤ ولاہور ص ۳۶)

غیر مقلدین کے مجمع میں ایک وعظ

فرمایا غیر مقلدین کے مجمع میں بمقام قنوج ایک دفعہ وعظ ہوا تو میں نے کہا مسائل غیر منصوص میں تم بھی رائے کی تقلید کرو گے دوسرے یہ کہ رائے اپنے سے بڑے کی لینی چاہئے۔ تیسرے یہ کہ مسائل غیر منصوصہ، منصوصہ سے عدد میں زیادہ ہیں۔ چوتھے یہ کہ ہندوستان میں سوائے حنیفہ کے اور کوئی مذہب رائج نہیں تو لا محالہ آپ امام صاحب کی تابعداری کریں گے۔ باقی یہ شبہ کہ پھر تو ہم حنفی ہو گئے تو فرق نہ رہا۔ فرق میں بتلا دیتا ہوں وہ یہ کہ

حنفیہ کی دو قسمیں ہیں ایک نمبر اول وہ تو ہم ہوئے دوسرے، نمبر دوم وہ یہ کہ اکثر مسائل میں تو تابع اور بعض میں خلاف تو تم دوم نمبر حنفیہ کے ہوئے اور اس سے فائدہ کہ نزاع کم ہو جائے گا۔

(الکلام الحسن حصہ دوم)

تقلید میں نفس کا معالجہ ہے

فرمایا تقلید میں سیدھی بات یہ ہے کہ نفس کا معالجہ ہے ورنہ تجربہ سے ثابت ہے کہ نفس آزاد ہو کر رخص کو تلاش کرتا ہے اس کا مشاہدہ کرا لیا جائے۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۱۸۲)

غیر مقلدین کیلئے ہر جزو کیلئے نص کی ضرورت ہے

فرمایا چونکہ غیر مقلدین کیلئے ہر جزو کیلئے نص کی ضرورت ہے اس لئے قواعد کلیہ ان کیلئے کوئی شئی نہیں۔ ایک عالم نے ایک غیر مقلد مولوی صاحب سے دریافت کیا اور ایسا سوال کیا کہ کسی اور کو شاید نہ سوجھا ہو وہ یہ کہ پہلے یہ پوچھا کہ جو عمداً نماز ترک کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ انہوں نے کہا من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر پھر کہا کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ کہا کہ نہیں ہوئی۔ کہا کہ پھر وہ مسلمان ہے یا کافر۔ وہ غیر مقلد مولوی صاحب رک گئے اور کہا کہ میں تو کافر نہیں کہہ سکتا۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ ۲۰۳)

آمین بالسر سے متعلق حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا ارشاد

فرمایا مولانا محمد یعقوب سے ایک غیر مقلد نے کہا کہ جس جگہ آمین

بالجہر نہ کہتے ہوں وہاں آمین بالجہر کہنا احیاء سنت ہے مولانا نے فرمایا کہ پھر جس جگہ آمین بالجہر کا عمل ہے وہاں آمین بالسر کہا کرو کیونکہ آمین بالسر بھی سنت ہے وہاں اس کا احیاء کرو۔ اس نے کہا واہ صاحب آمین دونوں جگہ پٹوں (سبحان اللہ کس طرح سمجھایا)

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ ۳۷۴)

کان پور میں اربعین کے امتحان میں ایک غیر مقلد مولوی صاحب کا طالب علم سے سوال اور اس کا قدرتی جواب بالحدیث

فرمایا کان پور میں ایک دفعہ اربعین (حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں چالیس حدیثیں ہوں) کا امتحان ہو رہا تھا۔ اس مجمع میں ایک مولوی صاحب غیر مقلد بھی تھے۔ اتفاق سے یہ حدیث امتحان میں آئی۔ من حج ولم یزرنی فقد جفا یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے جفا کی۔

اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ اس سے مقصود مدینہ کا جانا ثابت نہیں ہوتا اس میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔ قبر شریف کی زیارت تو نہیں۔ اس کے بعد متصل یہ حدیث تھی۔

من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

تو وہ مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۳۲۱)

ترک تقلید قابل ترک ہے

فرمایا ترک تقلید پر مواخذہ تو قیامت میں نہ ہوگا مگر بے برکتی کی چیز

ضرور ہے اس واسطے ترک تقلید قابل ترک ہے۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۵۲۶)

بیس تراویح کا پوچھنے والے کو جواب

ایک شخص نے خط لکھا کہ بیس تراویح کا کیا ثبوت ہے ؟ جواب میں فرمایا کہ کیا مجتہدین پر اعتبار نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر دوبارہ اس شخص نے لکھا کہ نہیں تو یہ جواب دوں گا کہ پھر مجھ پر کیسے اعتبار کیا اور ابو حنیفہ کو چھوڑا یا یہ لکھوں گا کہ اپنے کسی معتقد فیہ مولوی سے پوچھو۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۵۴۱)

سورۂ لقمان کی ایک آیت سے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کا ثبوت

فرمایا واتبع سبیل من اناب الی (سورۂ لقمان) سے امام صاحب کی تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اصابت فی مسائل الدینیہ انابت کا فرد ہے اور مسائل اجتہادیہ امام ابو حنیفہؒ کے زیادہ ہیں اس واسطے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں واتبع میں خطاب عام ہے جیسا سیاق سے معلوم ہوتا ہے مجتہد میں ذوق ہوتا ہے جس کی وجہ سے اختلاف ہو گیا ہے خود مجتہدین میں۔ مجتہدین اور صوفیاء میں مثلاً امام ابو حنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ مندوب اور مباح میں جب مفسدہ ہو تو ان کو چھوڑ دیں گے اور مستحب یا بعوان دیگر مندوب مقصود بالذات میں مستحب کو کریں گے اور مفسدہ کو ترک کریں گے۔ مفسدہ کی وجہ سے مستحب کو ترک نہ کریں گے مثلاً صلوٰۃ فجر میں جمعہ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوۂ دھر اور الم تنزیل پڑھی۔ شوافع نے اسے مستحب قرار دیا اور امام صاحب نے فرمایا یہ مکروہ ہے اس سے مفسدہ پیدا ہوتا ہے وہ ہے فساد عقیدہ (کہ یہ واجب ہے)

اور خود یہ مقصود بالذات ہے ہی نہیں' اس واسطے اس کو ترک کردیں گے باقی یہ کہ یہ مقصود بالذات نہیں۔ یہ امام صاحب کا ذوق ہے۔ ذوق کا پتہ صاحب ذوق کو ہوتا ہے' اس کی مثال بیان فرمائی کہ مثلاً کسی نے کہا کٹورے میں ٹھنڈا پانی لاؤ۔ اب یہاں تین چیزیں ہیں پانی' ٹھنڈا' کٹورا۔ صاحب ذوق سمجھتا ہے کہ کٹورا مقصود نہیں پانی ٹھنڈا مقصود ہے کٹورے میں اگر مفسدہ نہیں تو لائے گا ورنہ اسے غیر مقصود کہہ کر ترک کردے گا۔ فاقد الذوق کٹورا تلاش کرے اور اگر نہ ملا تو آکر کہہ دے گا کہ کٹورا نہیں ملتا۔ یہ نہایت عمدہ مثال ہے۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۲۴۹)

عمل بالحدیث کی صورت ہی صورت

فرمایا میرا اول میلان غیر مقلدین کی طرف تھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب کے مجمع میں ہوں اور مولوی صاحب چھاچھ (لسی) تقسیم کر رہے ہیں مجھ کو بھی دی مگر میں نے نہ لی حالانکہ مجھ کو بیداری میں چھاچھ بہت مرغوب ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ دین کی تشبیہہ دودھ سے آئی ہے اور چھاچھ کی شکل دودھ کی ہے معنی نہیں۔ اس طرح کی شکل عمل بالحدیث کی ہے معنی عمل نہیں۔ عمل بالحدیث تو ان کا ہے مگر درجہ بتلادیا کہ یہ صورت ہی صورت ہے معنی نہیں۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ ۳۱۸)

غیر مقلدیت کی جڑ کاٹ دینا

فرمایا اگر کوئی غیر مقلدین میں سے بیعت کی درخواست کرتا ہے تو اس سے یہ شرط لگاتا ہوں کہ کسی کو بدعتی نہ کہنا اور بدزبانی وبدگمانی نہ کرنا۔ اس سے غیر مقلدیت کی جڑ کاٹ دیتا۔ باقی رفع یدین اور آمین یہ تو غیر مقلدیت

نہیں۔

(الکلام الحسن حصہ دوم ملفوظ نمبر ۱۹۳)

مجموعہ رخص

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرماتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کا مذہب تمام رخص کا مجموعہ ہے وتر اور تراویح کی مختلف روایتوں میں سے ایک اور آٹھ والی لے لی۔ اگر کوئی شخص اسی طرح رخصتیں ڈھونڈا کرے تو اتباع کیا ہوا۔

(قصص الاکابر ص ۱۷۰)

ایک غیر مقلد کے سوال کا جواب

فرمایا کہ ایک غیر مقلد نے میرے ایک مضمون میں میرے نام کے ساتھ لفظ حنفی لکھا ہوا دیکھ کر مجھ سے سوال کیا کہ اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے جواب دیا ہندوستان میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھنے کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ لوگ غیر مقلد نہ سمجھ لیں۔ یہ جواب سن کر وہ خاموش ہوگئے۔

(قصص الاکابر ص ۲۳)

حنفی اور محمدی

فرمایا کہ بہت سے غیر مقلد حضرات اپنے کو محمدی کہتے اور لکھتے ہیں اور حنفی اور شافعی کہنے کو شرک قرر دیتے ہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اگر حنفی شافعی شرک ہے تو محمدی کہنا کیوں شرک سے خارج ہوگیا۔

(مجالس حکیم الامت ص ۱۵۹)

امتحان کی نیت سے آنے والے غیر مقلد عالم کا امتحان

فرمایا امرتسر کے ایک غیر مقلد صاحب نے مجھ کو لکھا کہ تم نے شر القرون کے صوفیہ کی اپنی کتابوں میں حمایت کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کیا شر القرون میں سب ہی شر ہیں۔ پھر یہ صاحب تھانہ بھون بھی آئے تھے اور آنے سے پہلے یہ صاف لکھ دیا کہ جانچ کرنے آتا ہوں مگر یہاں انکی کی جانچ ہوگئی اس طرح سے کہ ان کے بیٹھے ہوئے ایک صاحب نے پوچھا کہ مجھ پر قوت شہوانیہ کا غلبہ ہے اور نکاح کی وسعت نہیں تو وہ بزرگ مجھ سے پہلے ہی فوراً بول اٹھے کہ روزے رکھو اور حدیث پڑھ دی ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔ اس نے کہا کہ روزے بھی رکھے مگر کچھ نہیں ہوا بس وہ تو ختم ہوگئے۔ دخل در معقولات کے بجائے در منقولات کیا تھا مگر ان کی قابلیت تو ختم ہوگئی۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ روایت میں یہ لفظ ہے فعلیہ بالصوم علی لزوم کے لئے ہے پھر لزوم یا اعتقادی ہے یا عملی اور ظاہر ہے کہ علاج میں اعتقادی مراد نہیں ہو سکتا تو لزوم عملی مراد ہوا اور لزوم عملی تکرار سے ہوتا ہے اس لئے حدیث کا مدلول یہ ہے کہ کثرت سے مسلسل رکھو اس کی کثرت سے قوت بہیمیہ منکسر ہوگی چنانچہ رمضان میں اول اول ضعف نہیں ہوتا حالانکہ صوم کا تحقق ہوا بلکہ اخیر میں ہوتا ہے کیونکہ کثرت کا تحقق ہوا۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ ضعف نفس صوم سے نہیں ہوتا بلکہ کھانے کا جو وقت معتاد بدلا جاتا ہے دوسرے وقت میں کھانا ویسے جزو بدن نہیں ہوتا اس لئے ضعف ہوتا ہے پس مدار ضعف کا مخالفت عادت ہے اور یہی راز ہے صوم دہر کی ممانعت میں۔ کیونکہ جب وہی عادت ہو جائے گی تو قوت بہیمیہ میں ضعف نہ ہوگا۔ بعض اہل طریق نے فرمایا ہے کہ جس نے رات کو پیٹ بھر کر کھایا تو اس نے روزے کی روح کو نہیں پہچانا۔ میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ

ضعف مخالفت عادت سے ہوتا ہے یعنی مثلاً سحری میں خوب کھالیالیکن عادت کے وقت یاد آیا اور کھانے کو ملا نہیں تو اس سے ضعف ہوا۔ اور اگر کم کھانا روزے کی روح ہوتی تو حدیث شریف میں صاف ممانعت ہوتی پیٹ بھر کر کھانے کی بلکہ ایک حدیث میں تو روزہ افطار کرانے کی فضیلت میں یہ لفظ ہیں۔ اشبع صائماًاگر شبع مذموم ہوتا تو اشباع جو اس کا سبب ہے ضرور مذموم ہوتا۔ تب ان مولانا کی آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ پڑھنا اور ہے اور جاننا اور۔ اس پر فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک پڑھنا ہے ایک گننا تو گننے کی کوشش کرنا چاہئے اور گننے کی مثال میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ ایک شخص ہدایہ کے حافظ تھے ان سے کسی غیر حافظ ہدایہ کی گفتگو ہوئی۔ غیر حافظ نے وہ مسئلہ ہدایہ میں بتایا حافظ نے کہا کہ ہدایہ میں نہیں۔ اس نے کہا ہدایہ میں ہے لاؤ۔ ہدایہ آیا تو اس نے دکھایا کہ دیکھو یہ مسئلہ اس مقام سے مستنبط ہوتا ہے یہ دیکھ کر وہ رونے لگے کہ بھائی پڑھا تو ہم نے مگر سمجھا تم نے۔ بس بعض لوگوں کی سطحی نظر ہوتی ہے گہری نہیں ہوتی۔

(سفر نامہ لاہور ولکھنؤ ص ۲۳۶، ۲۳۷)

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی صاحب تصانیف کثیرہ رحمتہ اللہ علیہ تقلید کو واجب سمجھتے تھے

(۱) فرمایا کہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی تقلید کے متعلق علمی تحقیق میں تو ذرا ڈھیلے تھے یعنی تقلید کو واجب کہنے میں متشدد نہ تھے مگر عملاً کبھی حنفیت کو نہیں چھوڑا۔ شہرت زیادہ ہونے اور مرجع بن جانے میں یہ بڑی آفت ہے کہ آدمی کو دعویٰ پیدا ہو جاتا ہے عجب نہ تھا کہ مولانا کو اجتہاد کا سا دعویٰ پیدا ہو جاتا اور تقلید سے نکل جاتے مگر ان پر فضل یہ ہو گیا کہ مولوی صدیق

حسن خان صاحب سے گفتگو ہوگئی اس سے غیر مقلدی کے مفاسد کھل گئے ورنہ چل نکلے تھے۔ میں نے (حضرت سیدنا مولانا مرشدنا حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ نے) مولانا کو دیکھا ہے۔ متقی پرہیزگار تھے اور نظر بہت تھی گو بہت عمیق نہ تھی اور بقدر ضرورت عمیق بھی تھی۔ بڑی خوبی یہ تھی کہ مولانا کے سب کاموں میں للٰہیت تھی۔ خدا ان کی مغفرت فرما دے۔

حسن العزیز جلد چہارم ص ۴۰۹ (قصص الاکابر ص ۲۱)

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نواب صاحب سے مناظرہ کے بعد تقلید میں سخت ہوگئے تھے

(۲) فرمایا کہ غیر مقلدوں کے متعلق مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کی رائے اول نرم تھی مگر اس مناظرہ سے جو نواب صدیق حسن خاں صاحب سے ان کا خود ہوا سخت ہوگئے تھے ورنہ بہت ہی نرم تھے بڑے صاحب کمال تھے عمر تقریباً ۳۸ یا ۴۰ سال کی ہوئی کسی نے جادو کرادیا تھا۔ مولوی صاحب کے سرہانے سے ایک شیشی خون کی دلی ہوئی نکلی تھی اس سے شبہ ہوتا ہے کہ کسی نے سحر کیا اس میں انتقال ہوگیا اس تھوڑی سی عمر میں بہت کام کیا سمجھ میں نہیں آتا وقت میں بہت ہی برکت تھی ہر فن سے مناسبت تھی اور ہر فن کی خدمت کی۔

الافاضات الیومیہ ص ۴۸۱ (قصص الاکابر ۲۱)

ایک غیر مقلد مرید اور حضرت حاجی صاحب کی وسعت نظری کی حکایت

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے ایک غیر مقلد شخص بیعت ہوئے

اور انہوں نے یہ شرط کی کہ میں مقلد نہ ہوؤں گا۔ بلکہ غیر مقلد ہی رہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے؟ بیعت ہونے کے بعد جو نماز کا وقت آیا تو انہوں نے نہ آمین زور سے کہی اور نہ رفع یدین کیا' کسی نے حضرت حاجی صاحب سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کا تصرف ظاہر ہوا' فلاں شخص جو غیر مقلد تھے' وہ مقلد ہو گئے' حضرت حاجی صاحب نے ان غیر مقلد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ بھائی کیوں کیا تمہاری تحقیق بدل گئی' یا صرف میری وجہ سے ایسا کیا' اگر تم نے میری وجہ سے ایسا کیا ہو' تو میں ترک سنت کا وبال اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر تمہاری تحقیق ہی بدل گئی تو مضائقہ نہیں۔ یہ بیان فرما کر حضرت والا یعنی صاحب ملفوظ (پیر ومرشد مولانا محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ) نے فرمایا کہ کسی فقیر کا یہ منہ ہو سکتا ہے کہ جو ایسی بات کہے' کم وبیش ہر اہل سلسلہ کے اندر تعصب پایا جاتا ہے' مگر ہمارے حضرت حاجی صاحب کی ذات اس سے بالکل پاک صاف تھی' جیسا کہ قصہ سے ظاہر ہے (جامع عفی عنہ) نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کا علم ایک سمندر تھا جو کہ موجیں مار رہا تھا حالانکہ آپ ظاہری عالم نہ تھے حق تعالیٰ نے اس سے بھی آپ کو علیحدہ رکھا تھا۔

(قصص الاکابر ۷۴)

دوسروں کو حدیث کا مخالف سمجھنا بدگمانی ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ غیر مقلدین میں بدگمانی کا مرض بہت زیادہ ہے دوسروں کو حدیث کا مخالف ہی سمجھتے ہیں اور اپنے کو عامل بالحدیث ان کے عمل بالحدیث کی حقیقت مجھ کو تو ایک خواب میں زمانہ طالب علمی میں بتلا دی گئی تھی۔ گو خواب حجت شرعیہ نہیں لیکن مومن کے لئے مبشرات میں سے ضرور ہے جبکہ شریعت کے خلاف نہ ہو بالخصوص

جبکہ شریعت سے شاہد ہو۔ میں نے یہ دیکھا کہ مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کے مکان پر ایک مجمع ہے اس میں چھاچھ تقسیم ہو رہی ہے ایک شخص میرے پاس بھی لایا مگر میں نے لینے سے انکار کر دیا حدیث میں دودھ کی تعبیر علم دین آئی ہے پس اس میں ان کے مسلک کی حقیقت بتلائی گئی کہ ان کا مسلک صورت تو دین کی ہے مگر اس میں روح حقیقت دین کی نہیں جیسے چھاچھ میں سے مکھن نکال لیا جاتا ہے مگر صورت دودھ کی ہوتی ہے۔

(قصص الاکابر ۳۴)

ایک خطرناک طریق

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ غیر مقلدوں میں ایک بات بری ہے وہ جڑ ہے تمام خرابیوں کی وہ بدگمانی ہے اور اسی سے بدزبانی پیدا ہوتی ہے اگر یہ بات اس گروہ میں نہ ہوتی تو یہ بھی ایک طریق ہے گو خطرناک ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۲۲۶)

تبرائی مذہب

ایک مولوی صاحب کے جواب میں فرمایا کہ آپ غیر مقلدوں کی اسی بات کو لئے پھرتے ہیں' اس میں تو گنجائش بھی ہے۔ ان میں تو بہت سے لوگ چار نکاح سے زائد کو جائز کہتے ہیں ایسے لوگ غیر مقلدین کیا بدعتی ہوئے' جس طرح بہت سے فرقے بدعتیوں کے ہیں منجملہ ان کے ایک فرقہ بدعتی یہ بھی ہے۔ ایک غیر مقلد صاحب نے دادا کی بیوی سے نکاح کو جائز لکھ دیا۔ خیر اب تو رجوع کر لیا ہے۔ ان بزرگ پر خود غیر مقلدوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے یہ بھی عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر بے باک' گستاخ' دلیر ہوتے ہیں۔ ذرا خوف

آخرت بھی نہیں ہوتا' جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں۔
شیعوں کی طرح ایسوں کا بھی تبرائی مذہب ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۹۴)

ہر بات کو بدعت کہنا درست نہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ یہ غیر مقلد ہر بات کو بدعت کہتے ہیں خصوص طریق کے اندر جن چیزوں کا درجہ محض تدابیر کا ہے ان کو بھی بدعت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایسی چیزوں کی ایک عجیب مثال دی تھی کہ ایک طبیب نے نسخہ میں شربت بزوری لکھا۔ ایک موقع تو ایسا ہے کہ وہاں شربت بزوری بنا بنایا ملتا ہے وہ لا کر استعمال کرے گا اور ایک موقع ایسا ہے کہ وہاں بنا بنایا نہیں ملتا تو وہ نسخہ کے اجزاء خرید کر لایا' چولھا بنایا' دیگچی لی' آگ جلائی' اب اگر کوئی اس کو بدعت کہے کہ طبیب کی تجویز پر زیادت کی تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا۔ اسی طرح دین کے متعلق کسی ایجاد کی دو قسمیں ہیں ایک احداث فی الدین اور ایک احداث للدین۔ اول بدعت ہے اور دوسری قسم چونکہ کسی مامور بہ کی تحصیل و تکمیل کی تدبیر ہے خود مقصود بالذات نہیں لہذا بدعت نہیں سو طریق میں جو ایسی چیزیں ہیں یہ سب تدابیر کے درجہ میں ہیں۔ سو اگر تدبیر جسمانی کی تدابیر کو بدعت کہا جائے یہ بھی بدعت کہلائی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۴۰'۱۴۱)

غیر مقلدین کے اصول اجتہاد منصوص نہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل کے غیر مقلدین کی بے انصافی ملاحظہ کیجئے جو اپنے اجتہاد سے اصول قائم کئے ہیں کہ وہ بھی منصوص نہیں۔

ان کو تو تمام دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور عمل کرنے پر ترغیب دیتے ہیں اور حنفیہ نے جو اصول قائم کئے ہیں جو اجتہادی ہونے میں ان کے ہم پلہ ہیں' ان کو تسلیم نہیں کرتے آخر ان میں اور ان میں فرق کیا ہے کہ ان کے قائم کردہ اصول تو بدعت نہ ہوں اور حنفیہ کے اصول بدعت ہوں جو دلیل ان کی سنیت کی بیان کی جائے گی۔ وہی جواب اور دلیل ہماری طرف سے ہو گا دیکھیں جواب ملتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۴۴)

غیر مقلد ہونا آسان ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے البتہ مقلد ہونا مشکل ہے کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا جسے چاہا بدعت کہہ دیا جسے چاہا سنت کہہ دیا کوئی معیار ہی نہیں مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا' اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا' کبھی اس کھیت میں نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھان تو ان کا کیا۔ اس کو تو کوئی کرے غرض ایسے لوگوں میں خود رائی کا بڑا مرض ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۷۷ ۴'۸ ۷ ۴)

اتباع حق کی برکت

فرمایا کہ ایک غیر مقلد بہت ڈرتے ڈرتے بغرض بیعت میرے پاس آئے (کیونکہ ان کے رفقاء سفر نے ان کو ڈرا دیا تھا کہ جب تم وہاں جاؤ گے تو نکال دیئے جاؤ گے) انہوں نے مجھ سے بیعت کو کہا میں نے اس شرط کو منظور کر کے بیعت کر لیا اور یہ سمجھا دیا کہ کسی سے بھی خواہ وہ مقلد ہو یا غیر مقلد لڑنا

جھگڑنا مت نہ مباحثہ کرنا اور اپنی بیوی کو بھی مرید کر لیا میں نے اس سے بھی یہی شرط کرلی دو چار بار آنے کے بعد مقلد تھے یہ اتباع حق کی برکت ہے اکثر مناظروں سے قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے یہ طریقہ باطن میں بہت مضر ہے۔

(جدید ملفوظات ص ۸۱)

احناف پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنے والے

ایک مولوی صاحب کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ حنفیت میں بہت ہی ڈھیلے تھے مگر اب یہ کہنے لگے ہیں کہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک امام صاحب پہنچے وہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچا۔ ابن تیمیہ وابن القیم کے اب بھی حد معتقد ہیں مگر اب اس تغیر مذکور کے بعد ان کی بھی کچھ زیادہ رعایت نہیں کرتے چنانچہ ابن القیم نے حنفیہ کے بعض فروع پر جو اعتراض کئے ہیں ان ہی مولوی صاحب نے ان کا بڑے شدومد سے جواب لکھا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ حنفیہ پر اکثر خواہ مخواہ کی بدگمانی کرلی گئی ہے ورنہ بے غبار مسائل پر اعتراض عجیب بات ہے۔ مذہب حنفی کو بعضے نادان حدیث سے بعید سمجھتے ہیں مگر مذہب میں اصل چیز اصول ہیں سو ان کے اصول کو دیکھا جائے تو سب مذاہب سے زیادہ اقرب الی الحدیث ہیں ان ہی اصول کے توافق کی بنا پر میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حنفیہ کے اصول پر نظر نہ کرنے سے ان کو ہمیشہ بدنام کیا گیا ہے اسی طرح چشتیہ کے اصول پر نظر نہ کرنے سے ان کو بھی بدنام کیا گیا ہے ایک مولوی صاحب نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب حضرات چشتیہ کے اس قدر پاکیزہ اصول ہیں پھر یہ بدنام کیوں ہیں میں نے کہا کہ زیادہ تر سماع کی وجہ سے اگر یہ گانا نہ سنتے تو ان سے زیادہ کوئی بھی نیک نام مشہور نہ ہوتا مگر الحمدللہ کہ ہمارے سلسلہ کے قریب کے حضرات تو بالکل ہی نہ سنتے تھے۔ سو

ماشاء اللہ ان سے نفع بھی بہت ہوا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۹۷)

آمین بالجہر اور آمین بالسر دونوں احادیث سے ثابت ہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بعضے غیر مقلد بھی عجب چیز ہیں ان کی عبادات میں بھی نیت فساد کی ہوتی ہے اللہ کے واسطے وہ بھی نہیں ہوتی۔ آمین بالجہر بیشک سنت ہے مگر ان کا مقصود محض فساد کرنا ہوتا ہے پس اصل میں اس فساد سے منع کیا جاتا ہے۔ ایک مقام پر ایسے ہی اختلاف میں ایک انگریز تحقیقات کیلئے متعین ہوا۔ اور اس نے اپنے فیصلہ میں یہ عجیب بات لکھی کہ آمین کی تین قسمیں ہیں۔ ایک آمین بالجہر شافعیہ کا مذہب ہے اس کی تائید میں احادیث وارد ہیں۔ ایک آمین بالسر یہ حنفیہ کا مذہب ہے اس میں بھی حدیثیں وارد ہیں ایک آمین بالشر یہ کسی امام کا مذہب نہیں اور نہ اس میں کوئی حدیث وارد ہے اس لئے اس سے منع کیا جانا چاہئے غرض بعض کو عبادات میں بھی شر اور فساد ہی مقصود ہوتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۳۲)

غیر مقلدیت سرکشی اور بزرگوں کی گستاخی میں پہلا قدم

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر فقہاء رحمتہ اللہ علیہ نہ ہوتے تو سب بھٹکتے پھرتے وہ حضرات تمام دین کو مدون فرما گئے فرمایا واقعی اندھیر ہوتا یہ غیر مقلد بڑے مدعی ہیں اجتہاد کے لئے ہر شخص ان میں سے اپنے کو مجتہد خیال کرتا ہے میں کہا کرتا ہوں کہ اس کے موازنہ کی آسان صورت یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے تم بھی استنباط کرو ان مسائل کو جو فقہاء

کی کتابوں میں تم نے نہ دیکھے ہوں اور پھر فقہاء کے استنباط کئے ہوئے ان ہی مسائل سے موازنہ کرو معلوم ہو جائے گا کہ کیا فرق ہے کام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کام کس طرح ہوتا ہے فرمایا کہ یہ غیر مقلدی نہایت خطرناک چیز ہے اس کا انجام سرکشی اور بزرگوں کی شان میں گستاخی یہ اس کا اولین قدم ہے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ایک شخص دہلی آیا تھا۔ اس وقت دہلی میں گورنمنٹ نے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی ممانعت کردی تھی بہت جھگڑے فساد ہو چکے تھے اس شخص کی کوشش سے وعظ کی بندش ٹوٹ گئی اس نے خود وعظ کہنا شروع کیا اس کا عقیدہ تھا کہ نماز تو فرض ہے مگر وقت شرط نہیں میں نے بھی اس کا وعظ سنا تھا بڑا پکا اور کٹر غیر مقلد تھا وعظ میں کہا تھا۔ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور یہ ترجمہ کیا تھا کہ کردی ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار یعنی صرف کی اور پیچھے ایک دیوار یعنی نحو کی اور چھالیا ہم نے ان کو یعنی منطق سے پس ہو گئے وہ اندھے یعنی ان علوم میں پڑ کر حقیقت سے بےخبر ہو گئے۔ غرضیکہ صرف و نحو منطق کو بدعت کہتا تھا مگر ایک جماعت اس کے ساتھ اور اس کی ہم عقیدہ ہو گئی تھی یہ حالت ہے عوام کی ان پر بھروسہ کر کے کسی کام کو کرنا سخت نادانی اور غفلت کی بات ہے ان کے نہ عقائد کا اعتبار نہ ان کی محبت کا اعتبار نہ مخالفت کا اعتبار جو جی میں آیا کرلیا جس کے چاہے معتقد ہو گئے دہلی جیسی جگہ کہ وہ اہل علم کا گھر ہے بڑے بڑے علماء صلحاء بزرگان دین کا مرکز رہا ہے مگر جہالت کا پھر بھی بازار گرم اور کھلا ہوا ہے کیا اعتبار کیا جائے کسی کا وقت پر حقیقت کھلتی ہے جب کوئی کام آکر پڑتا ہے یا ایسا کوئی راہ زن دین کا ڈاکو گمراہ کرنے کھڑا ہو جاتا ہے ہزاروں برساتی مینڈک کی طرح نکل کر ساتھ ہو لیتے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸۷، ۱۸۸)

ائمہ مجتہدین کو گمراہ کہنا تمام امت کو گمراہ کہنا ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ابن تیمیہ نے بعض مسائل میں بہت ہی تشدد سے کام لیا ہے جیسے توسل وغیرہ کے مسئلہ میں اسی طرح اہل ظاہر نے بھی مثلاً انہوں نے قیاس کو حرام کہا ہے اور ہم پھر بھی ان کے اقوال کی تاویل کرتے ہیں مگر وہ ہمارے اقوال کو اگر ان کے خلاف ہوں بلا تاویل رد کرتے ہیں غرض ہم تو ان کی رعایت کرتے ہیں اور وہ ہماری رعایت نہیں کرتے چنانچہ ہم ترک تقلید کو مطلقاً حرام نہیں کہتے اور وہ تقلید کو علی الاطلاق حرام کہتے ہیں اس سے وہ اس درجہ میں آگئے ہیں تجبونہم ولا تحبونکم ہاں بعض قیاس کو حرام کہا جاسکتا ہے جیسا ابلیس نے کیا تھا بعض نص کے مقابلہ میں ورنہ قیاس شرعی کو حرام کہنا تمام امت کی تضلیل ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین کے تمام فتوے کو تتبع کر کے دیکھئے اس میں زیادہ حصہ قیاسات واجتہادات ہی کا ہے ان کو گمراہ کہنا تمام امت کو گمراہ کہنا ہے خود صحابہ کو دیکھئے زیادہ تر فتوے قیاس ہی پر مبنی ہیں۔ البتہ وہ قیاس نصوص پر مبنی ہے۔ آج کل تارکین تقلید میں بھی اس رنگ کے لوگ ہیں اور بکثرت دیکھا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں بڑی جرأت ہوتی ہے بے دھڑک بدون سوچے سمجھے جو چاہتے ہیں فتوے دے بیٹھتے ہیں۔ خود ان کے بعضے مقتداؤں کی باوجود تبحر ہونے کے یہ حالت ہے کہ جس وقت قلم ہاتھ میں لے کر چلتے ہیں دوسری طرف نہیں دیکھتے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ مخالف کے ادلہ کو نقل کرتے ہیں مگر ان کا جواب تک نہیں دیتے بعض کے وسیع النظر ہونے میں شک نہیں مگر نظر میں عمق نہیں۔ ایک ظریف نے بیان کیا تھا ایک مرتبہ کہ تبحر کی دو قسمیں ہیں ایک کدو تبحر اور ایک مچھلی تبحر کدو سارے دریا میں پھرتا ہے مگر اوپر اوپر اور مچھلی عمق میں پہنچتی ہے تو ان

لوگوں کا تبحر ایسا ہے جیسے کدو تبحر کہ اوپر اوپر پھرتے ہیں اندر کی کچھ خبر نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۱ص ۳۰۵، ۳۰۶)

مدعیان عامل بالحدیث کے حدیث سمجھنے کی حقیقت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بعضے غیر مقلدوں کو حدیث دانی اور عامل بالحدیث ہونے کا دعوی ہی دعوی ہے عمل کے وقت کورے نظر آتے ہیں اور حدیث کو سمجھتے۔ خاک بھی نہیں ایک غیر مقلد کی یہ حکایت سنی ہے کہ وہ جب امامت کرتے تو نماز میں کھڑے ہوئے ہلا کرتے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں یہ کیا حرکت تھی کہا کہ حدیث میں آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھائی ہم نے تو آج تک کوئی ایسی حدیث نہ سنی نہ دیکھی۔ آج کل چونکہ بڑی بڑی حدیثوں کی کتابوں کے ترجمہ اردو میں چھپ گئے ہیں وہ ایک کتاب مترجم اٹھا لائے اس میں امام کے متعلق حدیث تھی کہ من ام منکم فلیخفف یعنی امام کو چاہئے کہ وہ خفیف یعنی ہلکی نماز پڑھے تاکہ مقتدیوں پر گرانی نہ ہو۔ آپ نے اس ہلکی بیائے معروف کے لفظ کو ہلکے بیائے مجہول پڑھا اور عمل شروع کر دیا۔ بس یہ ان کی سمجھ کی حقیقت ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۹۸،۹۷)

اعتقاد کا بڑا مدار حسن ظن پر ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ حضرت اعتقاد کا بڑا مدار حسن ظن پر ہے جس کے ساتھ حسن ظن ہوتا ہے اس کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے اور جس کے ساتھ حسن ظن نہ ہو اس کی اچھی بات بھی بری معلوم ہوتی ہے اور آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سوء ظن کا خاص مرض ہے کسی کے

ساتھ بھی حسن ظن نہیں بڑے ہی جری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں اور اس کو مردہ سنت کا احیاء کہتے ہیں اس کے متعلق مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خوب جواب دیا تھا مولانا شہید رحمتہ اللہ علیہ کو انہوں نے جہر بالتامین کے متعلق کہا تھا کہ حضرت آمین بالجہر سنت ہے اور یہ سنت مردہ ہو چکی ہے اس لئے اس کے زندہ کرنے کی ضرورت ہے شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث اس سنت کے باب میں ہے جس کے مقابل بدعت ہو اور جہاں سنت کے مقابل سنت ہو وہاں یہ نہیں اور آمین بالسر بھی سنت ہے تو اس کا وجود بھی سنت کی حیات ہے مولانا شہید نے کچھ جواب نہیں دیا واقعی عجیب جواب ہے۔ حضرت مولانا دیوبندی ایک بار خورجہ تشریف لے گئے وہاں پر بھی ایک غیر مقلد نے یہ کہا تھا کہ یہ سنت مردہ ہوگئی ہے اس لئے میں جہر سے کہتا ہوں آپ نے فرمایا لیکن غیر مقلدوں میں آمین بالسر مردہ ہوگئی وہاں آمین بالسر کہا کرو تو وہ غیر مقلد گھبرا کر کہتا ہے واہ صاحب خوب فرمایا کہ یہاں بھی پٹوں اور وہاں بھی۔

(الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۳۱۹'۳۲۰)

تقلید کو شرک سمجھنا یہ کس قدر جہالت ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ یہ غیر مقلدین کا فرقہ بھی باستثناء بعض اس قدر گستاخ ہے کہ میرے پاس ان لوگوں کے متعدد خطوط بیعت کی درخواست کیلئے آئے میں صرف اتنا ہی پوچھ لیتا تھا کہ تم تقلید کو کیسا سمجھتے ہو تو اکثر جگہ سے صاف یہی جواب لکھا ہوا آتا تھا کہ ہم تقلید کو شرک سمجھتے ہیں۔ میں لکھ دیتا تھا کہ میں مقلد ہوں اور تم اس کو شرک سمجھتے ہو تو پھر مشرک سے بیعت ہونا کہاں جائز ہے۔ عقلمند بیعت بھی ہونا چاہتے ہیں اور جس سے

بدعت ہوں اس کو مشرک بھی سمجھتے ہیں کچھ اصول اور حدود ہی نہیں اس قدر گستاخ ہیں الاماشاء اللہ۔ اور جاہلوں کی تو شکایت ہی کیا بعض مولوی اپنی کتابوں میں لکھ گئے کہ تقلید حرام ہے اور یہ بھی لکھا کہ مقلدین جس قدر ہیں سب کو حدیث سے بعد ہے خصوص حنفیہ کو سب سے زیادہ بعد ہے۔ فرمایا کہ بس قرب تو حدیث سے جناب ہی کو تھا۔ ان کے عامل بالحدیث ہونے پر تعجب ہے کونسی قسم کے عامل بالحدیث ہیں۔ اردو میں خطبہ پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اس میں حدیث کو نہیں دیکھتے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا مجموعہ خطب اس لئے نہیں خریدتے کہ اس میں اردو میں خطبہ پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے جب سنت پر عمل نہ ہوا تو یہ فرقہ بھی بدعتی ہی ہو مگر ان کو یہ بھی خبر نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۱۷۹)

ابن تیمیہ اور ابن القیم نے آخر کس کی تصنیفات دیکھی تھیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک غیر مقلد مجھ سے کہنے لگے کہ ابن تیمیہ اور ابن القیم کی تصنیفات دیکھو۔ میں نے کہا ہم نے ان سے بڑوں کی تصنیفات دیکھی ہیں۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ آخر ابن تیمیہ اور ابن القیم نے کس کی تصنیفات دیکھی تھیں ان کی ہم نے دیکھ لیں یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے بعض لوگ حزب البحر کی اجازت لیا کرتے ہیں۔ میں لکھا کرتا ہوں کہ حزب البحر کے مصنف نے کس چیز سے برکت حاصل کی تھی اور جب حزب البحر نہ تھی تو کس چیز سے برکت حاصل کی جاتی تھی وہ چیز کیوں نہیں لیتے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۳۶۶)

رسالہ تمہید الفرش فی تحدید العرش لکھنے کا سبب ایک غیر مقلد صاحب کی عنایت ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ رسالہ السنۃ الجلیہ فی الچشتیہ العلیہ جو میں نے لکھا ہے اس کے بعد اور کسی رسالہ کے لکھنے کا ارادہ نہ تھا تالیف کا سلسلہ قطع کر دینے کا ارادہ تھا مگر ایک غیر مقلد صاحب کی عنایت سے ایک رسالہ اور لکھنا پڑا تمہید الفرش فی تحدید العرش جس میں استواء علی العرش کی بحث ہے گو صفات کے باب میں کلام کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے اس سے ہمیشہ میں خود بھی منع کرتا ہوں اور اپنے بزرگوں کو بھی اس سے بچتے دیکھا ہے باقی متقدمین نے جو اس میں کچھ کلام کیا ہے وہ منع کے درجہ میں تھا متاخرین نے دعویٰ کے درجہ میں کرلی اور اب تو اس میں بہت ہی غلو ہو گیا بلا ضرورت اس میں کلام کرنے کو میں خود بدعت سمجھتا ہوں مگر بضرورت کلام کرنا پڑتا ہے سلف کا یہی عمل تھا اس کے متعلق ایک حکایت سنی ہے کہ ایک شخص شیخ ابو الحسن اشعریؒ سے ملنے آئے اتفاق سے وہی مل گئے ان ہی سے پوچھا کہ میں ابو الحسن اشعری سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں کہ کہ آؤ میں ملاقات کرا دوں گا میرے ساتھ چلو ابو الحسن اس وقت خلیفہ کے دربار میں جا رہے تھے وہاں ایک مسئلہ کلامیہ پر اہل بدعت سے کلام کرنا تھا مناظرہ کی صورت تھی وہاں پہنچے۔ وہاں سب نے تقریریں کیں بعد میں ابو الحسن اشعری نے جو تقریر کی اس نے سب کو پست کر دیا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو اس وقت ان مہمان سے کہا کہ تم نے ابو الحسن اشعری کو دیکھا اس نے کہا کہ نہیں فرمایا میں ہی ہوں وہ شخص بے حد مسرور ہوا اور کہا کہ جیسا سنا تھا اس سے زائد پایا۔ مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی آپ نے سب سے پہلے گفتگو کیوں نہیں کی اگر آپ پہلے گفتگو کرتے تو ان

میں سے کوئی بھی تقریر نہ کر سکتا ابو الحسن اشعری نے اس کا جو جواب دیا میں تو اس جواب کی بناء پر ابو الحسن اشعری کا معتقد ہو گیا کہا کہ ہم ان مسائل میں بلا ضرورت گفتگو کرنے کو بدعت سمجھتے ہیں لیکن اہل بدعت جب کلام کر چکے تو اب ہمارا کلام کرنا ضرورت کی وجہ سے ہوا بدعت نہ رہا۔ پھر فرمایا میں اس جواب سے ابو الحسن کا بحد معتقد ہوں۔ دو وجہ سے ایک اس لئے کہ اپنے بزرگوں سے اعتقاد بڑھا دوسرے یہ کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ متقدمین نے بلا ضرورت ایسے مسائل میں کلام نہیں کیا بضرورت کلام کیا اس سے میرے اس خیال کی تائید ہوئی جو میں پہلے سے سمجھے ہوئے تھا کہ یہ کلام بضرورت مدافعت تھا در جہ منع میں اسی طرح اس رسالہ میں میرا کلام کرنا بھی بضرورت ہوا اور حیرت ہے کہ ابو الحسن اشعری اتنے تو محتاط پھر ان پر ضلالت اور بدعت کا فتویٰ دیا جاوے اور جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے انہوں نے خود استواء علی العرش کی ایسی تقریر کی ہے جس سے بالکل تجسیم و تمکن کا شبہ ہوتا ہے گو ان کی مراد تجسیم نہیں لیکن ظاہریت کے ضرور قائل ہیں مگر خیر اس کی تو بلا کیف گنجائش ہے لیکن اس کے ساتھ جو استواء کو صفت مانتے ہیں اس میں ان پر ایک سخت اشکال ہوتا ہے کہ عرش یقیناً حادث ہے جب عرش نہ تھا ظاہر ہے کہ اس وقت استواء علی العرش کا تحقق بھی نہ تھا۔ عرش کے بعد اس کا تحقق ہوا تو اگر استواء علی العرش صفات میں سے ہے اور صفت حادث نہیں ہو سکتی تو اس وقت قبل عرش استواء کے کیا معنے تھے تو اس وقت بھی وہی معنی کیوں نہ لئے جائیں یہ بڑی ہی لطیف بات ہے اللہ نے دل میں ڈالدی اور چونکہ ان مسائل میں کلام کرنے کو خطرناک سمجھتا ہوں اس لئے اس رسالہ کے لکھنے کے وقت قلب کو اس درجہ تکلیف ہوئی کہ میں ہر ہر جاہل کو دیکھ کر تمنا کرتا تھا کہ کاش میں بھی جاہل ہوتا تو اس مبحث میں میرا ذہن نہیں چلتا یہ حالت

عظمت تھی اب تو نفوس میں شرارت ہے اتنی قدرت پر نہیں معلوم کیا کچھ کرتے۔

(الافاضات الیومیہ ج ٦ ص ١١۵)

لکھنؤ کے ایک مدعی عامل بالحدیث کی حضرت حکیم الامتؒ سے درخواست بیعت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک عامل بالحدیث لکھنؤ سے آئے تھے کئی روز قیام کر کے آج چلے گئے۔ بڑے جوشیلے آدمی ہیں۔ بیعت ہونے کے لئے کہتے تھے۔ میں نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں فلاں غیر مقلد عالم سے بیعت بھی ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ اب تو اور بھی ضرورت نہیں۔ دوسرے اگر ان کو معلوم ہوا تو ممکن ہے کہ وہ برا مانیں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ بعض مشائخ کو تو اس کی پروا نہیں ہوتی اور بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں ان پر اثر ہوتا ہے جیسے استاد شاگرد کے تعلق میں بعینہ یہی تقسیم ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ میری طبیعت اس قسم کی ہے کہ اپنے سلسلہ کا آدمی اگر کسی دوسرے سلسلہ میں چلا جائے تو کبھی پروا نہیں ہوتی اگر چلا ہی گیا تو لے کیا گیا۔ ہاں دے گیا وہ کیا دے گیا یعنی راحت مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کو اس سے کدورت ہو جاتی ہے اور کدورت سے نفرت اور نفرت سے عداوت تک کی نوبت آجاتی ہے اور یہ کھلا نقص ہے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایک شیخ کے ہوتے ہوئے بشرطیکہ متبع سنت ہو تم نہ مردوں سے ملو نہ زندوں سے اس سے آدمی گڑبڑ میں پڑ جاتا ہے بس یہ مذہب رکھو۔

دل آرامیکہ داری دل دروبند ۔۔۔ دگر چشم از ہمہ عالم فروبند

کہنے لگے میں نے بعض لوگوں سے مشورہ لیا انہوں نے کہا کہ کوئی

حرج نہیں یہ بیعت سلوک ہو گی اور پہلی بیعت توبہ۔ میں نے کہا کہ انہوں نے بیعت میں کیا عہد لیا تھا کہا کہ کتاب و سنت کا اتباع اور امر بالمعروف نہی عن المنکر۔ میں نے کہا کہ بس یہی یہاں ہے اور یہی اصل سلوک ہے تو دونوں ایک ہی چیز ہوئیں۔

(الاضافات الیومیہ ج ۵ ص ۱۴۶)

تقلید کو شرک کہنے والے سے طبعی نفرت

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بعض غیر مقلدین بیباک ہوتے ہیں۔ میں اس کے متعلق اپنی حالت کہتا ہوں کہ جو شخص تقلید مجتہدین کو حرام کہتا ہے میں اپنے قلب میں اس سے نفرت پاتا ہوں اور اگر جواز کا قائل ہو گو واجب نہ سمجھے اس سے نفرت نہیں پاتا ورنہ اس سے قلب میں بعد ہوتا ہے اور بعض تو اس مسئلہ میں بڑے ہی سخت ہیں اس تقلید کو شرک کہتے ہیں بڑی دلیری کی بات ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۴۰)

غیر مقلدوں میں تدین بہت کم دیکھا ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ غیر مقلدی بھی عجیب چیز ہے کثرت سے ان لوگوں میں تدین بہت کم دیکھا ہے عملی صورت میں بھی نہایت ہی پیچھے ہیں۔ احتیاط کا تو ان میں نام و نشان نہیں۔ بس گھر میں بیٹھے ہوئے اسے بدعتی کہہ دیا اسے مشرک کہہ دیا۔ اور خود اپنی حالت نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ میں نے استواء علی العرش کے مسئلہ کو تفسیر بیان القرآن میں اس طرح ترتیب دیا تھا کہ متن میں تو متاخرین کے قول کو رکھا تھا۔ اور حاشیہ پر متقدمین کے قول کو۔ اور متاخرین کے قول کو متن میں رکھنے کی جز سہولت

فہم عوام کے کوئی خاص وجہ نہ تھی لیکن یہ کیا معلوم تھا کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر وقت اعتراض ہی کیلئے تیار رہتے ہیں۔ ایک غیر مقلد صاحب نے عنایت فرما کر اس طرف توجہ فرمائی اور اپنے خاص جذبات کا ثبوت دیا۔ اگر حدود کے اندر مشورہ دیتے تو میں قبول کر لیتا۔ لیکن متاخرین کے طرز اور مسلک کو اور اس کے قول کو سراسر جہل اور اعتزال بتلایا۔ محض گستاخی اور بیباکی ہے اس لئے مجھ کو واقعی ناگوار ہوا۔ مگر میں نے پھر بھی ان کی بلکہ انصاف کی رعایت سے متقدمین کا قول متن میں رکھ دیا۔ اور متاخرین کا قول حاشیہ میں کر دیا مگر یہ پھر بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ ان بزرگ نے متاخرین کے مسلک کا تو ابطال کیا اور سلف کا مسلک جو بیان کیا تو بالکل مجسمہ اور شبہ کے طرز پر اور مجھ سے بھی اسی پر اصرار کیا۔ یہ ان معترضین کا علم ہے۔ یہ قابلیت ہے یہ دین ہے اور پھر علمی بحث میں قدم۔ ایک دفعہ مجھ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ابن تیمیہ اور ابن القیم کی تصانیف دیکھا کریں۔ میں نے کہا تم نے تو دیکھیں ہیں۔ تمہارے اندر بڑی شان تحقیق پیدا ہو گئی۔ میں ہمیشہ ایسے مباحث میں پڑنے سے بچا اور یہی مسلک اپنے بزرگوں کا رہا۔ مگر ضرورت کو کیا کروں۔ جس وقت یہ بحث لکھ رہا تھا تو ہر جاہل شخص کو دیکھ کر رشک ہوتا تھا کہ کاش میں بھی جاہل ہوتا۔ تو اس بحث پر ذہن نہ چلتا تو اس وقت جاہل ہونے کی تمنا کرتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فضل ایزدی نے دستگیری فرمائی اور یہ خیال آیا کہ یہ تمنا بھی تو علم ہی کی بدولت ہوئی تو جہل کو کسی حالت میں علم پر ترجیح نہیں۔ تب جا کر قلب کو سکون ہوا۔ ایسے دقائق میں صوفیہ کی توجیہ سب میں زیادہ اقرب دیکھی گئیں۔ ان سے بڑی تشفی ہوئی۔ مگر یہ معترض صاحب صوفیہ ہی کے مخالف ہیں۔ پھر راہ کہاں نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ استواء علی العرش صفت ہے یا فعل۔ ان اہل ظاہر میں مشہور ہے کہ صفت ہے لیکن اگر صفت ہے تو

عرش حادث ہے اور صفت ہے قدیم تو قبل محدث عرش جو استواء علی العرش کی صورت تھی وہی اب بھی تسلیم کرلو ورنہ صفت میں تغیر لازم آوے گا۔ یہ عجیب وغریب الزامی حجت ہے جو حق تعالیٰ نے ذہن میں ڈالی اور اس مبحث میں لکھنے کے وقت جو اقوال نظر سے گزرے ان کے تراجم سے ذہن میں عجیب کشمکش ہوئی۔ مگر خیر جس طرح سے ہو سکا اس کے متعلق ایک رسالہ تیار ہو گیا جس کا نام تمہید الفرش فی تحدید العرش ہے اور اصل تو یہ ہے کہ ذات وصفات کی کنہ کون معلوم کر سکتا ہے اس لئے آگے بڑھتے ہوئے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اور واقعی کیا کوئی ادراک کر سکتا ہے اسی لئے منع فرمادیا کہ ذات صفات کی بحث میں نہ پڑنا چاہئے۔ یہی امر معقول ہے اس لئے بحث سے بھی کوئی حقیقت معلوم نہیں کر سکتا جیسے اندھے مادر زاد کو کہا جائے کہ لون کی حقیقت میں خوض نہ کر۔ منع کرنا یقیناً معقول ہے اس لئے کہ وہ اس کی حقیقت کو باوجود خوض کرنے کے بھی نہیں سمجھ سکتا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۲۷ تا ۲۲۹)

ایک غیر مقلد صاحب کا عقیدہ توحید ملاحظہ ہو

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میری بیوی بیمار تھی میں نے آپ کو دعا کو لکھا تھا وہ مر گئی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے توجہ نہیں کی ایسے بیہودہ خطوط بھی آتے ہیں۔ آج لکھا ہے کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں ایک ہفتہ تک برابر دعا کر دو۔ میں نے لکھا ہے کہ اگر نکاح نہ ہوا تو پھر وہی الزام دو گے کہ توجہ نہیں کی۔ میں محنت کروں، دعا کروں اور اوپر سے الزام اپنے سر لوں۔ ایسی حالت میں نہ تم کو مجھ سے دعا کرانا چاہئے اور نہ مجھ کو کرنا چاہئے۔ اور میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ کیا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ اگر میں دعا کرتا یا متوجہ ہوتا تو وہ موت سے بچ جاتی۔ یہ جن کا خط ہے ایک غیر

مقلد صاحب ہیں۔ حنفیوں کو مشرک بتلاتے ہیں اور خود یہ عقیدے ہیں ان کی توحید بھی ملاحظہ ہو۔ بس باتیں ہی بناتے ہیں آگے صفر ہے کچھ خبر نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ٦ ص ۲۴۲)

ایک سمجھدار غیر مقلد کی حاضری واستفادہ

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک غیر مقلد مولوی صاحب لکھنو سے یہاں آئے تھے۔ نہایت صفائی کی باتیں کیں۔ بڑا جی خوش ہوا۔ خوش فہم اور سمجھدار آدمی تھے۔ ملتے ہی کہنے لگے کہ شاید بعد میں آپ کو یہ معلوم ہو کر کہ یہ فلاں جماعت کا شخص ہے تنگی ہوتی اس لئے میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں کہ میں عامل بالحدیث ہوں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے صدق اور خلوص کی قدر کرتا ہوں اور میں بھی صاف بتلائے دیتا ہوں کہ ہمارے یہاں اتنی تنگی نہیں کہ محض فرعی اختلاف سے انقباض ہو ہاں جن لوگوں کا شیوہ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنا اور بدتمیزی اور بد تہذیبی سے کلام کرنا ہے ایسے لوگوں سے ضرور لڑائی ہے۔ یہ مولوی صاحب حسین عرب صاحب کے پوتے ہیں جو بھوپال میں تھے۔ کئی روز رہے اور بڑے لطف سے رہے۔ ویسے بھی آنکھیں کھل گئیں کیونکہ ان لوگوں کو عامل بالحدیث ہونے کا بڑا دعویٰ ہے۔ دوسروں کو بدعتی اور مشرک ہی سمجھتے ہیں کہتے تھے کہ یہاں پر تو کوئی بات بھی حدیث کے خلاف نہ دیکھی۔ دو مسئلے بھی پوچھے ایک تو یہ کہ اہل قبور سے فیض ہوتا ہے یا نہیں میں نے کہا کہ ہوتا ہے اور حدیث سے ثابت ہے اس پر ان کو حیرت ہوئی کہ حدیث سے اہل قبور سے فیض ہونا کہاں ثابت ہوگا اس لئے کہ ساری عمر حدیث میں گزر گئی کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ سنئے ترمذی میں حدیث ہے کہ کسی صحابی نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ لگا لیا۔ وہاں ایک آدمی سورۃ ملک پڑھ رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ سورت مردہ کو عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔ دیکھئے قرآن کا سننا فیض ہے یا نہیں اور مردے سے قرآن سنا تو اہل قبور سے فیض ہوا یا نہیں۔ بعد مسرور ہوئے خوش ہوئے کہ آج تک اس طرف نظر نہ گئی۔ دوسرا مسئلہ سماع موتی کا پوچھا اور کہا کہ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی قرآن میں ہے جس سے اس کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ حدیث میں وقوع سماع مصرح ہے اور اس آیت سے نفی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہاں پر حق تعالیٰ نے کفار کو موتی سے تشبیہ دی ہے اور تشبیہ میں ایک مشبہ ہوتا ہے اور ایک مشبہ بہ اور ایک وجہ تشبیہ جو دونوں میں مشترک ہوتی ہے تو یہاں وہ عدم سماع مراد ہے جو موتی اور کفار میں مشترک ہے اور اموات کا سماع وعدم سماع تو معلوم نہیں مگر کفار کا تو معلوم ہے کہ قرآن وحدیث کو سنتے ہیں مگر وہ سماع نافع نہیں اور یہ معلوم ہے کہ مشبہ مشبہ بہ میں وجہ شبہ میں تماثل ہوتا ہے۔ پس کفار سے جو سماع منفی ہے یعنی سماع نافع ویسا ہی سماع اموات سے منفی ہوگا نہ کہ مطلق سماع۔ بعد دعا دی۔ پھر بیعت کی درخواست کی۔ میں نے کہا کہ اس میں تعجیل مناسب نہیں۔ پھر بیان کیا کہ میں فلاں عالم غیر مقلد سے بیعت بھی ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ اب تکرار بیعت کی ضرورت۔ کہنے لگے کہ ان سے بیعت تو بہ ہو جاوئیگی آپ سے بیعت طریقت۔ میں نے کہا کہ یہ بتلایئے کہ انہوں نے بوقت بیعت آپ سے کیا عہد لیا تھا۔ کہا کہ کتاب سنت پر عمل اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ میں نے کہا کہ یہی یہاں پر ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ بس مقصود حاصل ہے۔ اس پر سوال کیا کہ کیا تکرار بیعت خلاف شریعت ہے۔ معصیت ہے میں نے کہا کہ معصیت تو نہیں مگر بواسطہ مفضی ہو سکتی ہے معصیت کی طرف وہ یہ کہ جب شیخ اول کو معلوم ہوگا کہ یہاں کے تعلق کے بعد فلاں جگہ تعلق پیدا کیا تو بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں

کہ وہ انقباض کا اثر قبول کرتی ہیں تو اس اثر سے حب فی اللہ میں کمی ہو گی یا بالکل ہی زائل ہو جائے گی۔ پھر اس کے ساتھ ہی تکدر ہوگا اور یہ تکدر اذیت ہے اور حب فی اللہ کا بقاء واجب ہے اور اذیت سے بچانا بھی واجب ہے اور یہ تکرار بیعت سبب ہوا اس واجب کے اخلال کا تو بواسطہ مفضی ہوا معصیت کی طرف۔ حیرت میں تھے بچارے کہ یہاں تو ہر چیز حدیث کے ماتحت ہے۔ سمجھ تو گئے ہونگے کہ ہم حدیث قرآن کو خاک نہیں سمجھتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہر چیز بقدر ضرورت قلب میں پیدا فرما دیتے ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں سے ضرورت کی ہر چیز کانوں میں پڑ چکی ہے جس نے زیادہ کتابوں کے دیکھنے سے بھی مستغنی کر دیا ہے۔ اور کتابیں تو پہلے ہی سے نہیں آتی تھیں۔ نہ کبھی طالب علمی کے زمانہ میں زیادہ کنج وکاوش کی گئی اور نہ اس کے بعد کتب بینی کی طرف رغبت ہوئی۔ بس یہ جو کچھ ہے اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت اور خداوند جل جلالہ کا فضل ہے کہ گاڑی کہیں اٹکتی نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۷۲،۱۷۲)

ایک غیر مقلد صاحب کو اجتہاد کی حقیقت سمجھانے کی کوشش

فرمایا کہ ایک غیر مقلد نے ریل کے سفر میں مجھ سے پوچھا کہ اجتہاد کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہیں کیا سمجھاؤں تمہیں اس کا ذوق ہی نہیں پھر میں نے کہا کہ تم حقیقت اجتہاد کی تو کیا سمجھو گے میں تم سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اس کا جواب دو اس سے کچھ پتہ اس کا لگ جائے گا دو شخص سفر میں ہیں جو سب اوصاف میں یکساں ہیں شرافت میں وجاہت میں ثقاہت میں اور جتنی صفتیں بھی امامت کیلئے قابل ترجیح ہوتی ہیں وہ سب دونوں میں بالکل برابر موجود ہیں۔ اور کسی حیثیت سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ دونوں سو کر اٹھے تو ان میں سے ایک کو غسل جنابت کی حاجت ہو گئی۔ اور سفر میں ایسے

مقام پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ جب نماز کا وقت آیا تو دونوں نے تیمم کیا ایک نے غسل کا ایک نے وضو کا اس صورت میں بتاؤ کہ امامت کیلئے ان دونوں میں سے کونسا زیادہ مستحق ہوگا ان غیر مقلد صاحب نے فوراً جواب دیا کہ جس نے وضو کا تیمم کیا ہے وہ امام بننے کا زیادہ مستحق ہوگا کیونکہ اس کو حدث اصغر تھا اور دوسرے کو حدث اکبر اور پاکی دونوں کو یکساں حاصل ہے مگر ناپاکی ایک کی بڑھی ہوئی تھی یعنی جس کو حدث اکبر تھا تو حدث اصغر والے کی پاکی زائد اور قوی ہوئی۔ میں نے کہا مگر فقہاء کی رائے اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے غسل کا تیمم کیا ہے اس کو امام بننا چاہئے اور فقہاء نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ یہاں اصل وضو ہے اور تیمم اس کا نائب اسی طرح غسل اصل ہے اور تیمم اس کا نائب ایک مقدمہ تو یہ ہوا دوسرا یہ کہ غسل افضل ہے وضو سے اور تیسرا یہ کہ افضل کا نائب افضل ہوتا ہے تو غسل کا تیمم بھی افضل ہوگا وضو کے تیمم سے لہٰذا جس نے غسل کا تیمم کیا ہے وہ بہ نسبت اس کے جس نے وضو کا تیمم کیا ہے اقوی فی الطہارۃ ہوگا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے اجتہاد کا یہ سن کر غیر مقلد صاحب کو حیرت ہوگئی کہا واقعی حکم تو یہی ہونا چاہئے۔ میری رائے غلط تھی میرا ذہن تو اس حقیقت تک پہنچا ہی نہیں اھ میں کہتا ہوں یہ تو لوگوں کی رسائی ذہن کی حالت ہے اور اس پر دعویٰ ہے اجتہاد کا۔ کہتے ہیں کہ جب قرآن وحدیث موجود ہیں پھر کسی کی تقلید کی ضرورت کیا ہے۔ قرآن وحدیث سے خود ہی احکام معلوم کر سکتے ہی مگر یہ نہیں دیکھتے کہ فہم کی بھی ضرورت ہے پھر فرمایا کہ ہم لوگوں میں یہ صفات تو موجود ہی نہیں۔ تقویٰ، طہارت، خشیت، صدق، اخلاص ان سے فہم میں نورانیت پیدا ہوتی تھی اور فہم کی ضرورت ظاہر ہے جس سے یہ حقائق منکشف ہوتے تھے اور ان دقائق تک ذہن پہنچ جاتا تھا ایک واقعہ یاد آیا آپ حیرت کریں گے کہ

علماء متقدمین میں کس درجہ تدین اور انصاف تھا۔ دو عالموں کا غیر مدبوغ چمڑے کی پاکی ناپاکی کے متعلق اختلاف تھا۔ باہم مناظرہ ہوا تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو ساکت کردیا۔ مگر اسی جلسہ میں ان غالب صاحب نے دوسرے صاحب کا جن کو ساکت کردیا تھا قول اختیار کرلیا گو دلائل سے ان کو ساکت کردیا تھا لیکن دوران مناظرہ میں ان کا قول ان کے دل کو لگ گیا لہذا اپنے قول سے رجوع کرلیا۔ اس زمانہ میں یہ حالت تھی تقوی طہارت کی۔ اب تو تہجد و تسبیح کو سمجھتے ہیں بزرگی حالانکہ بزرگی یہ ہے۔ ؎

اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

کیا ٹھکانا ہے حق پسندی کا کہ باوجود غالب آجانے کے اپنی ہار مان لی اور اپنی شرمندگی کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۹ ص ۲۲۱، ۲۲۲)

کیا تدین اور امانت کا نہ ہونا غیر مقلدین کی نشانی ہے؟

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک اخبار ایک مقام سے نکلتا ہے یہ بعض مدعیان عمل بالحدیث کا پرچہ ہے اس میں میری ایک عبارت جو ایک آیت کی تفسیر کے متعلق ہے ناتمام نقل کر کے شبہ کیا گیا ہے کس قدر غضب اور ظلم کی بات ہے بعض لوگوں میں تدین اور امانت کا نام نہیں ہوتا دعویٰ ہی دعویٰ ہوتا ہے اہل حدیث ہونے کا نیز اعتراض کر کے مجھ کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن القیم کی کتابیں دیکھا کرو میں سمجھتا ہوں کہ تم دیکھ کر بہت محقق ہو گئے میری جس عبارت پر شبہ کیا تھا میں اس سے پیشتر اس کا جواب بھی دے چکا ہوں تدین در امانت کی بات تو یہ تھی کہ میرے اس جواب کو نقل کرکے اس سے تعرض کرتے کچھ خدا کا خوف بھی تو چاہئے کہ میری ناتمام

عبارت نقل کر کے اعتراض کر دیا یہ نہ سوچا کہ اگر کسی نے وہ مقام پورا دیکھا تو وہ کیا کہے گا میں ان کو تو کوئی جواب نہ دونگا مگر انشاء اللہ تعالیٰ اپنے یہاں اس مقام کو نقل کرا کر شائع کر دوں گا ایسے بے احتیاط لوگوں سے خطاب کرنا ہی لا حاصل ہے وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا پر عمل کا یہی موقع ہے آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تقویٰ طہارت نہیں ہوتا الاماشاء اللہ پھر ان بزرگ صاحب اخبار کو میری غلطی ہی نکالنا تھی تو مجھ کو خاص طور پر اطلاع کر دینا کافی تھا اخبار ہی میں چھاپنے کی کون ضرورت تھی اور وہ بھی نام کے ساتھ اور اگر میرے مضمون کے متعلق یہ خیال تھا کہ اس کی اشاعت ہو چکی اس سے لوگ گمراہ ہوں گے اس لئے اشاعت ضروری ہے تو صرف یہ لکھ دینا کافی تھا کہ ایک ایسی تفسیر ہماری نظر سے گذری جو سلف کے خلاف ہے ہم بغرض اطلاع اس کی اشاعت کرتے ہیں مگر یہ تو جب کرتے جبکہ اس اشاعت سے دین مقصود ہوتا مقصود تو فخر ہے کہ ہم نے فلاں شخص کی غلطی پکڑی پھر وہ بھی غلط تحریف کر کے مضمون کی پوری عبارت بھی تو نقل نہیں کی ایسی حرکت تو شرعاً بھی جائز نہیں میں نے ان کو یہ بھی لکھا تھا کہ سوال کے طریقہ سے سوال کرو بلا ضرورت اعتراض کا لہجہ نہیں ہونا چاہئیے تو آپ نے اس کا بھی سنت ہونا ثابت کیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے حضرت عائشہؓ نے حضور سے حساب یسیر کے متعلق ایسے ہی لہجہ میں سوال کیا تھا یہ ہیں عامل بالحدیث اور ان کو دعویٰ ہے حدیث دانی کا اتنا بھی معلوم نہیں کہ اگر اس لہجہ کا تحقق علیٰ سبیل التنزیل تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی یہ فرق ہے وہاں بے تکلفی تھی وہاں لہجہ پر نظر نہ تھی دوسرا شخص تو اس قیاس کا یہ جواب دیتا کہ تم بھی میری بیوی بن جاؤ پھر لہجہ کا میں بھی خیال نہ کرونگا اگر میری پوری عبارت نقل کر کے اعتراض کیا جاتا تو مجھ کو اسقدر رنج نہ ہوتا اور الحمد للہ مجھ کو اپنی ذات

لغزشوں پر کبھی اصرار نہیں ہوتا سمجھ میں آتے ہی رجوع کر لیتا ہوں پر اس فضول بلکہ موذی طرز کی کیا ضرورت تھی میرا تو قدیم سے معمول ہے کہ جب کوئی میری غلطی پر متنبہ کرتا ہے تو سب سے اول مجھ کو یہی احتمال ہوتا ہے کہ ضرور مجھ سے غلطی ہوئی ہوگی اس کے بعد پھر اس میں غور کرتا ہوں یہ خدا کا ایک بہت بڑا فضل ہے کہ میں اول ہی سے اپنی غلطی قبول کرنے کو تیار ہوتا ہوں اور دوسرے اکثر لوگ اول اس کے جواب کی تلاش میں لگ جاتے ہیں سب بزرگوں سے زیادہ یہ بات حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ میں تھی کہ اپنی غلطی کو فوراً تسلیم فرما کر رجوع فرما لیتے تھے۔ اور الحمدللہ میرے یہاں تو اس کا ایک مستقل شعبہ ہے جس کا نام ترجیح الراجح ہے اس میں برابر اپنی غلطیوں کو شائع کرتا رہتا ہوں پھر تہذیب کے ساتھ سوال کرنے پر ایک واقعہ بیان کیا کہ مجھ کو ایک مرتبہ حیدرآباد دکن میں میرے ایک دوست نے مدعو کیا تھا میں نے وہاں ایک وعظ میں ایک مضمون بیان کیا وہ تھا ایک لطیفہ مگر بیان کیا گیا صورت استدلال میں وہاں ایک بڑے معزز و ممتاز شخص ہیں فخر یار جنگ انہوں نے مجھ سے مقام وعظ پر نہیں بلکہ جائے قیام پر آکر نہایت نرم لہجہ میں اس مقام کے متعلق اس پاکیزہ عنوان سے دریافت کیا کہ یہ استدلال کس درجہ کا ہے میں نے ان کا شبہ سمجھ کر صاف کہہ دیا کہ یہ کسی درجہ کا بھی استدلال نہیں محض ایک لطیفہ ہے جس کی صورت استدلال کی ہو گئی سو ان کے اس سلیقہ سے سوال کرنے سے کوئی ناگواری نہیں ہوئی اور مزاحاً فرمایا کہ اگر بد سلیقگی سے سوال کرتے تو میں اس کے اثر سے ناگ وار، یعنی مشابہ سانپ کے ہو جاتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۰۶ تا ص ۱۰۸)

محمدی کہنا کس تاویل سے جائز ہے؟

ایک صاحب کے سوال کے جواب کے سلسلہ میں فرمایا کہ ایک غیر مقلد قاضی صاحب یہاں پر آئے تھے یہاں کی تعلیم پر ذکر بالجہر کیا کرتے تھے کسی نے ان سے کہا کہ یہ تو بدعت ہے کہنے لگے کہ میاں اس میں مزا آتا ہے اس میں بدعت کی کیا بات ہے گویا ان کے یہاں مزہ پر مدار تھا جس میں مزہ ہو وہ بدعت نہیں ہماری جماعت کے بے حد معتقد تھے مگر تھے غیر مقلد۔

ہر شخص اپنے خیال میں مست ہے کوئی کیفیات کے پیچھے پڑا ہوا ہے اصل مقصود جو کہ طریق کی روح ہے وہ محض تعلق مع اللہ ہے اس کی کسی کو ہوا بھی نہیں لگی الاماشاء اللہ جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ صحیح معنی میں بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو جائے مگر اس کی کسی کو فکر نہیں وہی غیر مقلد قاضی صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ یہاں جتنی باتیں ہیں سب سنت کے موافق ہیں صرف ایک بات کے متعلق کہا کہ بدعت ہے وہ یہ نسبتیں ہیں یہ چشتی قادری، نقشبندی، سہروردی بس یہ بدعت ہے اور یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے سن کر کہا کہ یہ کہنا کوئی ضروری تھوڑا ہی ہے تم صرف یہ کہا کرو کہ ہم شریعت والے ہیں یہ نسبتیں تو اصطلاحات اور خاص حالات کی تعبیر کی سہولت کے لئے ہیں آخر یہ غیر مقلد بھی تو اپنے کو محمدی کہتے ہیں یہ بھی تو نسبت ہی ہے تو کیا محمدی کہنا بھی بدعت ہے اس لئے کہ شریعت تو خدا کی ہے تو بجائے محمدی کے اپنے کو الٰہی کہا کرو اور اگر محمدی کہنا کسی تاویل سے جائز ہے تو حنفی شافعی مالکی، حنبلی چشتی، نقشبندی، قادری، سہروردی کہنا بھی جائز ہوگا

گو ان تعبیرات کا معبر عنہ جدا جدا حقائق ہیں مگر وہ حقائق دین کے خلاف نہیں پھر اس میں بدعت کی کیا بات ہے یہ تحقیق نسبت کی اور یہ جواب محمدی کی نظیر پیش کر کے ف[illegible] ـ امت، علیہ الرحمۃ کا افادہ ہے

ہزاروں مناظرے ایک طرف اور یہ سادے اور بے تکلف نکتے ایک طرف واقعی ہمارے یہ حضرات حقیقت کو منکشف فرما دیتے ہیں۔ ہمارے حضرات کے علوم ماشاء اللہ تعالیٰ متقدمین کے علوم کے مشابہ تھے اور یہ واقعہ ہے کہ علوم اصل میں متقدمین ہی کے پاس تھے باقی متاخرین کے الفاظ بے شک نہایت چکنی چپڑی عبارتیں نہایت مرتب تقریریں نہایت مہذب مگر متقدمین کے کلام کی برابر ان میں مغز نہیں قرآن و حدیث کے الفاظ نہایت سادہ اور وہی طرز بزرگوں کے کلام کا ہے مگر ان کی وقعت جو اس وقت قلوب میں کم ہے یہ خرابی نئی اصطلاحات دماغ میں رچ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے پھر اس میں ترقی ہوتے ہوتے دنیاداروں اور بے علموں تک کا رنگ لے لیا گیا چنانچہ اب وہ طرز ہی کلام کا بدل گیا علماء تک کی تقریریں دوسرے نئے جاہلانہ رنگ میں ہونے لگیں بالکل ہی کایا پلٹ ہو گئی علماء کی تقریر اور تصانیف کا رنگ نیچریوں کے طرز پر ہونے لگا ان کا وعظ ایسا ہونے لگا جیسے کوئی لیکچر دے رہا ہو نہ وہ ملاحت ہے نہ اثر ہے بلکہ اور وحشت معلوم ہوتی ہے علماء کو چاہیے وہ کام میں اپنے بزرگان سلف کا طرز اختیار کریں اس ہی میں برکت ہے اور وہی طرز موثر ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۶۹ تا ص ۳۷۱)

تقلید شخصی کی کیوں ضرورت پیش آئی

ارشاد فرمایا کہ قنوج میں ایک سب رجسٹرار ملے۔ ان کو تقلید شخصی اور طریق تصوف کے متعلق اس قسم کا تردد تھا کہ ان کو کسی تقریر تحریر سے شفا نہیں ہوتی تھی انہوں نے وہ شبہات میرے سامنے پیش کئے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ اس سے بفضلہ تعالیٰ ان کی بالکل تسلی ہو گئی طریق تصوف کے متعلق ان کو یہ غلط فہمی تھی کہ وہ اشغال اور قیود کو تصوف سمجھے ہوئے تھے اور

چونکہ وہ کتاب و سنت میں وارد نہیں اس لئے تصوف کو بے اصل سمجھتے تھے ان کو تصوف کی حقیقت سمجھا کر یہ سمجھایا کہ یہ قیود امور زائد ہیں کہ مصلحتاً ان کو علاج کے طور پر برتا جاتا ہے اس سمجھانے سے ان کی تسلی ہو گئی اور تقلید کے بارے میں اس وقت ان سے وجوب اور عدم وجوب تقلید پر بحث نہیں کی گئی صرف ان کو ایک مصلحت تقلید کی بتلائی جس سے اس امر میں بھی ان کا پورا اطمینان ہو گیا وہ مصلحت یہ تھی کہ پہلے زمانہ میں جبکہ تقلید شخصی شائع نہ تھی اتباع ہوئی (خواہش نفسانی) کا غلبہ نہ تھا اس لئے ان لوگوں کو عدم تقلید مضر نہ تھی بلکہ نافع تھا کہ عمل احتیاط کی بات پر کرتے تھے بعد اس کے ہم لوگوں میں غلبہ اتباع ہوئی کا ہو گیا ہے ہر حکم میں اپنی نفسانی غرض کو تلاش کرنے لگے اس لئے عدم تقلید میں بالکل اتباع نفس و ہوئی کا رہ جائے گا جو کہ شریعت میں سخت مذموم ہے سو تقلید مذہب معین اس مرض اتباع ہوئی کا علاج ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۱۲ تا ۳۱۳)

مسئلہ فیض قبور کا ظنی ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ فلاں غیر مقلد عالم نے فیض قبور کا بڑے زور شور سے رد لکھا ہے حالانکہ مسئلہ ظنی ہے اس میں ایسے جزم سے حکم نہ کرنا چاہئے بے چارے سمجھے ہی نہیں۔ جماعت حقہ کے خلاف یا ان کا غلو کے ساتھ رد وہی کرے گا جو حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ہمارے بزرگوں کی جماعت حقہ پر حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان پر حقیقت کو واضح کر دیا گیا۔ پھر ایک غیر مقلد عالم کا ذکر فرمایا کہ ایسے رہتے تھے بے چارے گمنام یہاں رہتے ہوئے کسی بات میں دخل نہیں دیا۔ اگر ایسے غیر مقلد ہوں تو کوئی شکایت نہیں ہمیں کسی سے عداوت نہیں بغض نہیں۔ ایک غیر مقلد عالم یہاں پر آئے تھے۔ تھے بے چارے سلیم الطبع میں نے ایک سلسلہ

گفتگو میں ان سے کہا کہ صاحب سب مدار اعتماد پر ہے آپ حضرات کو ابن تیمیہ کے ساتھ حسن ظن ہے ان پر اعتماد ہے یہ سمجھتے ہو کہ وہ جو کہتے ہیں قرآن وحدیث سے کہتے ہیں گو فتوے کے ساتھ اس کے دلائل کا ذکر نہ کریں چنانچہ میرے پاس ان کی بعض تصانیف ہیں دھڑا دھڑ لکھتے چلے جاتے ہیں نہ کہیں آیت کا پتہ نہ حدیث کا مگر پھر بھی آپ کو اعتماد ہے بس اسی طرح ہم ائمہ مجتہدین پر حسن ظن اور اعتماد رکھتے ہیں کہ وہ بھی کتاب و سنت کے خلاف نہ کہیں گے اگرچہ ان کے کلام میں مذکور نہ ہو غرض ہم بھی اعتماد پر ہیں تم بھی اعتماد پر ہو یہاں تک تو ایک ہی بات ہے اب آئے فرق صرف یہ رہ گیا کہ ایک طرف ابو حنیفہؒ ہیں اور ایک طرف ابن تیمیہ ترجیح کا فیصلہ خود کر لو۔

(الافاضات الیومیہ ج ٦ ص ١٣٦)

نابینا غیر مقلد کو عمل بالظاہر کا نقصان

فرمایا کہ ایک نابینا غیر مقلد نے کہیں وعظ کہا اس میں یہ بیان کیا کہ لوگوں نے تاویلیں کر کے دین کو خراب کر دیا تاویلوں کی کچھ ضرورت نہیں بس ظواہر پر عمل کرنا چاہئے ایک صاحب نے انہیں خوب جواب دیا کہ اچھا میں کہتا ہوں کہ تم دوزخی ہو اور یہ قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہے۔ ومن کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی چونکہ تم نابینا ہو اس لئے اس آیت کے موافق دوزخی ہو ان غیر مقلد نے جواب دیا کہ یہاں اس کا یہ مطلب نہیں ہے ان صاحب نے کہا کہ آپ یہ تاویل کیوں کرتے ہیں ظاہر پر عمل کیجئے آپ تو فرما چکے ہیں کہ ظاہر پر عمل کرنا چاہئے پس موقعہ محل کا دیکھنا تو معنی کے اندر بقول آپ کے ضروری ہے ہی نہیں اس پر وہ غیر مقلد خاموش ہو کر شرمندہ ہوئے۔

(حسن العزیز ج ۲ ص ۱۲۴)

رسالہ حقیقت الطریقت دیکھ کر ایک غیر مقلد صاحب کا بیعت ہونا

فرمایا کہ تصوف کا لوگوں نے ناس کر دیا رسوم کا نام تصوف رہ گیا عوام تو بدعت میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کا یہی تصوف ہے اور خواص میں جو غیر محقق ہیں وہ اوراد پڑھ لینے اور رات کو جاگنے اور حرارت ورارت ذوق شوق ہونے کو بس تصوف سمجھنے لگتے ہیں اور یہ گمان عام ہو گیا تھا کہ حدیثوں میں تصوف نہیں ہے بس صوفیوں ہی کے کلام میں ہے ماموں صاحب تو فرمایا کرتے تھے کہ وہ تصوف نہیں جو حدیث میں نہ ہو اور وہ حدیث نہیں جس میں تصوف نہ ہو غرض تصوف اتنا پھیلا ہوا ہے کہ کوئی حدیث اس سے خالی نہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث میں ہے ہی نہیں۔

دہلی میں حقیقۃالطریقت : میرا رسالہ ایک غیر مقلد نے زمانہ تالیف میں دیکھا تھا دیکھ کر کہا یہ کس شخص کی ہے ایک دوست نے میرا نام بتایا پھر ان غیر مقلد نے کہا ان کو لکھ دینا کہ اس میں اختصار نہ کریں خوب لکھیں اسی رسالہ میں ایک مقام پر بیعت طریقت کا حدیث سے اثبات ہے ایک صاحب جن کو عدم تقلید کی طرف میلان تھا کہنے لگے کہ ہم تو بیعت کو بدعت سمجھتے تھے میں نے کہا دیکھ لو جس حدیث سے اثبات ہے وہ میری گھڑی ہوئی تو ہے نہیں دلالت کو دیکھ لو پھر وہ مجھ سے بیعت ہوئے اور غیر مقلدی چھوڑ دی غیر مقلد بھی بعض مجھ سے پوچھ کر ذکر شغل کرتے ہیں میں تشدد نہیں کرتا البتہ یہ اقرار لے لیتا ہوں کہ بزرگوں کی شان میں گستاخی نہ کرنا اور بدگمانی نہ کرنا کہ حنفیہ خلاف حدیث کے ہیں۔ غیر مقلدوں سے یہ شرط بھی کر لیتا ہوں کہ جہاں فتنہ ہو وہاں آمین بالجہر اور رفع یدین نہ کرنا کیونکہ یہ محض مستحبات ہیں

حنفیہ میں بڑے عالم ہیں البتہ ان کو یہاں اس پر شبہ ہوا کہ چشتیہ نقشبندیہ یہ کیا بات ہے میں نے کہا نہ سہی کام کئے جاؤ بزرگوں کا اتباع کرو۔

ایک بیان میں میں نے کہا کہ غیر مقلد بھی تو حنفیہ ہیں کیونکہ کوئی گیہوں کا ڈھیر ایسا نہیں ہوتا جس میں جو نہ ہو مگر باعتبار غالب کے وہ ڈھیر گیہوں کا کہلاتا ہے اسی طرح تارکین تقلید کے اعمال میں بھی غالب حنفیت ہی ہے کیونکہ دو قسم کے اعمال ہیں دیانات اور معاملات۔ معاملات میں تو حنفیہ ہی کے فتوے سے اکثر کام لیتے ہو اور دیانات میں بھی غیر منصوص زیادہ ہیں جن میں حنفیت کا لباس لیا جاتا ہے تو خلاف کی مقدار بہت کم ہوئی بس اس کے پیچھے کیوں علیحدہ ہوتے ہو چنانچہ ایک منصف غیر مقلد نے کہا کہ غیر مقلد تو عالم ہو سکتا ہے ہم جاہل کیا تقلید کو چھوڑیں گے۔ ہمیں جب تمہاری تقلید سے عار نہیں آتی تو امام ابو حنیفہ کی تقلید سے کیا عار آوے گی مثلاً ہم پہلے مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ کر عمل کیا کرتے تھے اب آپ سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں۔

(حسن العزیز ج ۲ ص ۱۷۱، ۲۰۲، ۲۰۷)

خطبہ جمعہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ سنانا (یا تقریر) کرنا بدعت ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے تو خطبے نہایت مختصر تحریر فرمائے ہیں جس سے لوگوں پر ذرہ برابر گرانی نہیں ہوتی فرمایا جی ہاں کوئی خطبہ سورہ مرسلت سے زیادہ نہیں فرمایا کہ ایک خطبہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ علیہ کا بھی مختصر اور جامع ہے میں پہلے اسی کو پڑھا کرتا تھا اب اپنے لکھے ہوئے خطبے پڑھتا ہوں ان میں بحمد اللہ ہر باب کے

احکام موجود ہیں نہایت جامع اور مختصر ہیں اس خطبہ کے متعلق مجھ کو خیال تھا کہ غیر مقلدین زیادہ پسند کریں گے اس لئے کہ ان میں تمامتر آیات واحادیث ہیں مگر معلوم ہوا کہ محض اس لئے خفا ہیں کہ اردو میں خطبہ پڑھنے کی اس میں ممانعت ہے اس لئے نہیں خریدتے اور نہ پڑھتے ہیں غیر مقلد بھی عجیب چیز ہیں بجز دو چار چیزوں کے کسی حدیث کے بھی عامل نہیں مثلاً رفع یدین۔ آمین بالجہر بھلا اردو میں خطبہ پڑھنا کبھی سلف میں اس کا معمول رہا ہے کبھی حضور نے پڑھا ہے صحابہؓ نے پڑھا ہے کسی کا تو معمول دکھائیں تو کیا ایسی حالت میں یہ اردو میں خطبہ بدعت نہ ہوگا کچھ نہیں غیر مقلدی نام اسی کا ہے کہ جو اپنے جی میں آئے وہ کریں۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۶۱، ۶۲)

ایک غیر مقلد عالم کا ساس کو حلال کرنا

حکایت ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت سے شادی کی تھی پھر ساس پر دل آگیا تو ایک غیر مقلد عالم کے پاس گیا اور کہا مولوی صاحب کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ ساس سے نکاح ہو جائے کہا ہاں بتلا کیا دے گا اس نے کچھ سو دو سو روپے دینا چاہے کہا اتنے میں یہ فتویٰ نہیں لکھ سکتا۔ کچھ تو ہو واقعی ایمان فروشی بھی کرے تو دنیا کچھ تو ہو غرض ہزار پر معاملہ طے ہوا اور فتویٰ لکھا گیا وہ فتویٰ میں نے بھی دیکھا ہے اس میں لکھا تھا کہ ساس بیشک حرام ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ساس کسے کہتے ہیں ساس کہتے ہیں منکوحہ کی ماں کو اور منکوحہ وہ ہے جس سے نکاح صحیح منعقد ہوا ہو اور اس شخص کی عورت چونکہ جاہل ہے اور جاہل عورتوں کی زبان سے اکثر کلمات کفر یہ نکل جاتے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس کے منہ سے بھی کلمہ کفر یہ نکلا ہوگا اور نکاح کے وقت اس کو کلمے پڑھائے نہیں گئے اس لئے یہ مرتدہ ہے اور مرتد کے ساتھ نکاح

صحیح نہیں ہو تا لہذا یہ عورت منکوحہ نہیں ہے تو اس کی ماں ساس بھی نہیں پس اس کی ماں کے ساتھ نکاح درست ہے رہا یہ کہ وہ منکوحہ کی ماں نہیں تو منکوحہ کی ماں تو ہے جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کا مسئلہ ابو حنیفہؒ کا اجتہادی مسئلہ ہے جو ہم پر حجت نہیں۔

ف : حرمت مصاہرت کو اس نے غیر مقلدوں کی مد میں اڑادیا اور ساس کو منکوحہ کی تکفیر سے اڑادیا اور یہ سب ترکیبیں ہزار روپے نے سکھائیں۔

جب علماء میں بھی ایسے ایسے موجود ہیں تو بے چارے دنیادار وکلاء کا تو کام ہی چنے بٹے لڑانا ان سے تو کوئی بات بھی بعید نہیں۔

(اصلاح ذات البین ص ٦)

غیر مقلدین بھی اصل مذہب میں مقلد ہیں

فرمایا ایک شخص غیر مقلد پر تاپ گڑھ میں ملے اور فاتحہ خلف الامام کے متعلق سوال کیا میں نے کہا آپ کو دوسرے سب مسائل محقق ہو گئے۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا میں نے کہا کہ اچھا آپ مسلمان ہیں پھر میں آپ سے دلیل پوچھوں گا اور دنیا بھر کے مذاہب کو پیش کر کے سب کی تردید کراؤں گا اگر آپ ایک جگہ بھی تھکے تو آپ مقلد ہیں اور جب کہ آپ اصل مذہب میں مقلد ہیں تو فرعی مسائل میں تقلید کرتے کیوں عار آتی ہے بات وہی ہے کہ لوگوں کو اس وقت کام کرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کام کرنے والوں کی صورت ہی اور ہوتی ہے۔

(ضرورۃ العلم بالدین ص ۱۰)

مقلد سلف کے ذریعہ حدیث پر عمل کرتے ہیں

فرمایا غیر مقلد اپنی فہم کے ذریعہ حدیث پر عمل کرتے ہیں اور مقلد سلف کے ذریعہ حدیث پر عمل کرتے ہیں اور سلف صالحین کی فہم و عقل، ورع و تقویٰ و دیانت و امانت و خشیت و احتیاط ہمارے اور آپ سے زیادہ تھی تو بتلاؤ عمل بالحدیث کس کا کامل ہوا اہل انصاف خود فیصلہ کر لیں۔

(ارشاد الحق حصہ اول ص ۲۰۲)

مذہب حنفی اختیار کرنے کا مفہوم

فرمایا "مذہب حنفی" اختیار کرو کہنے کے یہ معنی نہیں کہ شریعت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتباع شریعت میں جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے وہ اختیار کرو۔ یہاں سے ان معترضین کا اعتراض بھی جاتا رہے گا جو مقلدین امام ابو حنیفہؒ کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت امام ابو حنیفہ کا اتباع کرتے ہیں۔

(ترغیب الاضحیہ ص ۶)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہو کر مرتا ہے

غیر مقلدین کے سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ اگر یہ سلف کی شان میں بدگمان اور بدزبان نہ ہوں تو پھر بے شک یہ رفع یدین کریں یا آمین بالجہر کہیں اس سلسلہ میں مولانا داؤد غزنویؒ کے والد مولانا عبدالجبار صاحبؒ کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کی کہ کسی مسئلہ میں اپنی رائے اور فیصلہ کو اس وقت تک صحیح نہ جاننا جب تک کہ اس میں

ائمہ مجتہدین میں سے کوئی امام تمہارے ساتھ نہ ہو اور مولوی عبدالجبار صاحبؒ کے والد مولوی عبداللہ صاحبؒ کے بارے میں فرمایا کہ وہ کہا کرتے تھے جو امام ابو حنیفہؒ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ آخر کار ضرور مرتد ہو جاتا ہے ارتداد سے خالی نہیں رہتا چنانچہ ایک شخص نے ان کے سامنے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی شان میں گستاخی کی اس پر مولوی عبداللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ ضرور مرتد ہو جائے گا چنانچہ تھوڑے ہی دن کے بعد وہ مرزائی ہو گیا مولوی عبداللہ صاحبؒ غیر مقلد ابن حزم کی کتابوں کے مطالعہ سے منع فرماتے تھے کیونکہ ابن حزم امام ابو حنیفہؒ کی شان میں گستاخ ہے۔

(القول العزیز ج ۱ ص ۲۸)

ترک تقلید میں بے برکتی یقینی ہے

فرمایا ترک تقلید میں قیامت میں مواخذہ تو نہ ہو گا کیونکہ کسی قطعی کی مخالفت نہیں مگر بے برکتی یقینی ہے۔

(الکلام الحسن ج ۱ ص ۴۳)

غیر مقلدین کی مثال

فرمایا غلاۃ مبتدعین کے مقابلہ میں غیر مقلد ایسے ہیں جیسے رافضیوں کے مقابلہ میں خارجی ہیں۔

(الکلام الحسن ج ۱ ص ۳۶)

مولانا محمد حسین بٹالوی اہلحدیث کی انصاف پسندی غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ

مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج حضرتؒ نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ اشاعت السنہ میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ "پچیس سال کے تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے"

حضرت گنگوہیؒ نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے۔

(مجالس حکیم الامت ج ۲ ص ۲۴۲)

نجات کی دو ہی صورتیں ہیں

فرمایا کہ علوم قرآن و سنت میں یا خود ماہر محقق ہو یا پھر کسی ماہر کا مقلد ہو۔

ارشاد فرمایا کہ آیت قرآن لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَاكُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ یہ اہل جہنم کا قول ہے جو دخول جہنم کے وقت کہیں گے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم دو صفتوں میں سے کسی ایک صفت کے بھی حامل ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے وہ یہ کہ یا تو ہم دین کے عالموں کی بات سنتے یا خود اپنی عقل سے دین کے احکام سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ نجات ان دونوں طریقوں میں منحصر ہے۔

(مجالس حکیم الامت ج ۱ ص ۳۲)

عدم تقلید میں اتباع نفس وھویٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ قنوج میں ایک سب رجسٹرار ملے۔ ان کو تقلید شخصی اور طریق تصوف کے متعلق اس قسم کا تردد تھا کہ ان کو کسی تقریر تحریر سے شفا نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے دو شبہات میرے سامنے پیش کئے میں نے ان کو جواب دیا جس سے بفضلہ تعالیٰ ان کی بالکل تسلی ہو گئی۔ طریق تصوف کے متعلق ان کو یہ غلط فہمی تھی کہ وہ اشغال اور قیود کو تصوف سمجھے ہوئے تھے اور چونکہ وہ کتاب و سنت میں وارد نہیں اس لئے تصوف کو بے اصل سمجھتے تھے ان

کو تصوف کی حقیقت سمجھا کر یہ سمجھایا کہ یہ قیود امور زائد ہیں کہ مصلحتاً ان کو علاج کے طور پر برتا جاتا ہے اس سمجھانے سے ان کی تسلی ہو گئی اور تقلید کے بارے میں اس وقت ان سے وجوب اور عدم وجوب تقلید پر بحث نہیں کی گئی صرف ان کو ایک مصلحت تقلید کی بتلائی جس سے اس امر میں بھی ان کا پورا اطمینان ہو گیا کہ وہ مصلحت یہ تھی کہ پہلے زمانہ میں جبکہ تقلید شخصی شائع نہ تھی اتباع ہوئی کا غلبہ نہ تھا اس لئے ان لوگوں کو عدم تقلید مضر نہ تھی بلکہ نافع تھی کہ عمل بالاحوط کرتے تھے بعد اس کے ہم لوگوں میں غلبہ اتباع ہوئی کا ہو گیا طبیعت ہر حکم میں موافقت غرض کو تلاش کرنے لگی اس لئے عدم تقلید میں بالکل اتباع نفس وہوئی کارہ جائے گا۔ جو کہ شریعت میں سخت مذموم ہے۔ تقلید مذہب معین اس مرض اتباع ہوئی کا علاج ہے۔

(مقالات حکمت ص ۵۴)

انقطاع اجتہاد کا سبب

غیر مقلد کہا کرتے ہیں کہ کیا حنفیوں کے پاس انقطاع اجتہاد کی وحی آگئی ہے حالانکہ قدرتی قاعدہ ہے کہ ہر شے عموماً اپنی ضرورت کے وقت ہی ہوا کرتی ہے جس فصل میں عموماً بارش کی جانب حاجت ہوتی ہے اسی فصل میں بارش ہونے کا قاعدہ ہے اسی طرح ہوائیں حاجت کے وقت چلا کرتی ہیں۔ جہاں سردی زیادہ ہوتی ہے وہاں کے جانوروں کے اون بڑے ہوتے ہیں اسی طرح جب تک تدوین حدیث کی ضرورت تھی بڑے بڑے قوی حافظہ کے لوگ پیدا ہوتے تھے اب ویسے نہیں ہوتے (کاتب اور تو اور اہلحدیث میں سے بھی کسی کو بخاری اور مسلم تک خود امام بخاری اور مسلم کی طرح مع سند حفظ نہیں) اسی طرح جب تک تدوین دین کی ضرورت تھی قوت اجتہادیہ لوگوں میں بخوبی موجود تھی اب چونکہ دین مدون ہو چکا ہے اور اصول و قواعد ممہد ہو

چکے ہیں اب اجتہاد کی اتنی ضرورت نہیں رہی ہاں جس قدر اجتہاد کی اب بھی ضرورت پڑتی ہے اتنی قوت اجتہادیہ باقی ہے۔ (کاتب یعنی اصول مجتہدین کے تحت میں جزئیات جدیدہ کا حکم استخراج کر لینا۔

(مقالات حکمت ص ۳۸۷)

روضہ اقدس کی زیارت کیلئے جانا طریق عشق میں فرض ہے

فرمایا کہ ایک بار حضرت حاجی صاحبؒ اور ایک متشدد غیر مقلد سے مناظرہ ہوا وہ غیر مقلد مدینہ منورہ جانے سے منع کرتا تھا و لاتشد الرحال الا الی ثلثة مساجد۔ استدلال تھا حضرت نے فرمایا کہ زیارت اہوین طلب علم وغیرہ کے لئے سفر جائز نہیں اس کا اس نے جواب نہیں دیا پھر وہ کہنے لگا اگر جانا جائز بھی ہو تو کوئی فرض واجب تو ہو گا نہیں کہ خواہ مخواہ جائے۔ حضرت نے فرمایا ہاں شرعاً تو فرض نہیں لیکن طریق عشق میں تو ہے خیال کیجئے سلیمان بیت المقدس بنائیں اور وہ قبلہ بن جائے حضرت ابراہیم مسجد بنائیں اور قبلہ قرار پائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنائیں تو وہ کیا اتنی بھی نہ ہو کہ وہاں لوگ زیارت کو جایا کریں چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عبدیت تھی اور شہرت ناپسند تھی اس لئے آپ کی مسجد قبلہ نہیں ہوئی۔ اس شخص نے کہا مسجد نبویؐ کے لئے تو جانا جائز ہے مگر روضہ شریف کے قصد سے نہ جانا چاہئے حضرتؒ نے فرمایا کہ مسجد نبویؐ میں فضیلت آئی کہاں سے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے تو مسجد کے لئے تو جانا جائز ہوا اور صاحب مسجد جن کی وجہ سے اس میں فضیلت آئی ان کی زیارت کے لئے جانا ناجائز ہو عجیب تماشا ہے وہ لاجواب ہوئے اور اگر کوئی کہے کہ آپ کی زیارت کہاں ہوتی ہے صرف قبر کی ہوتی ہے جواب یہ ہے کہ ایک حدیث میں آپ نے دونوں کو مساوی فرمایا ہے۔ من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی

حیاتی اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا اهدنا الصراط المستقیم پڑھتے وقت معنی کا خیال کر کے پڑھا کرو اور ہدایت کی دعا مانگا کرو وہ کہنے لگا مجھے اس بارہ میں دعائے ہدایت کی ضرورت نہیں حضرت نے فرمایا دعا کرنے میں حرج کیا ہے ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اگر حق پر نہ ہوں تو خدا ہدایت کرے اس کے بعد قریب ہی مغرب کی نماز میں وہ غیر مقلدی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا پھر اس نے کہا کہ میں تو مدینہ منورہ جاؤں گا اس وقت چھوڑا گیا اور مدینہ روانہ ہو گیا۔

(مقالات حکمت ص ۳۸۸)

غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیا ہے؟

امامت غیر مقلد کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا کہ پہلے تو میں کوئی حرج نہ سمجھتا تھا لیکن ایک واقعہ پیش آیا ایک بار میں ایک جگہ گیا وہاں ایک غیر مقلد بھی آئے تھے اور وہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے میں نے اس میں اقتداء کر لیا ان کے پیر میں ایک پٹی بندھی تھی مجھے خیال بھی نہ ہوا مغرب کے وقت وہ میرے پاس وضو کرنے بیٹھے میں نے دیکھا کہ انہوں نے پیر پر مسح کر لیا حالانکہ زخم بہت تھوڑا سا تھا میں نے کہا مسح کافی نہیں جہاں زخم نہیں ہے اور وضو کرنے سے ضرر نہیں ہوتا اس کو دھونا چاہئے انہوں نے کچھ التفات نہیں کیا مجھ کو معلوم ہوا کہ عصر کی نماز بھی انہوں نے ایسے ہی وضو سے پڑھائی ہے اور ظاہر ہے کہ جب وضو نہیں ہوا تو ان کی نماز کب ہوئی اور جب خود ان کی نماز نہیں ہوئی تو اقتداء کیسے ہوا غرض میں نے نماز کا اعادہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے اعادہ کے لئے کہا اس کے علاوہ مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ یہ لوگ کلوخ سے استنجا نہیں کرتے اور ہندوستان کے لوگوں کے قویٰ ایسے ہیں کہ شاذ و نادر ہی کسی کو قطرہ نہ آتا ہو ورنہ اکثر کو آتا ہے اگر متصل وضو کیا تو وضو نہیں ہوتا یا کم از کم پائجامہ تو ضرور نجس ہوتا ہے اگر بقدر درہم ہو جائے تو نماز

نہیں ہوتی اس لئے اقتداء مناسب نہیں۔

(مقالات حکمت ص ۳۸۸)

بہت اونچی آواز سے آمین کہنا غیر مقلدوں کی نیت فاسد کی دلیل ہے

ایک مرتبہ محمد مظہر سلمہ (برادر خورد مولانا صاحب) میرے ساتھ قنوج گئے وہاں جامع مسجد میں غیر مقلد بھی آئے تھے لوگوں نے ان سے تعرض کرنا چاہا میں نے منع کر دیا لوگ مان گئے اس کے بعد پہلی رکعت میں ان میں سے زیادہ لوگوں نے آمین پکار کر کہی اور جب دیکھا کہ کسی نے کچھ نہیں کہا تو دوسری رکعت میں پہلے سے کم لوگوں نے آمین کہی مجھے شبہ ہوا کرتا تھا کہ ان کے پکار کر آمین کہنے سے جو انقباض ہوا کرتا ہے یہ خباثت نفس کی دلیل ہے کیونکہ جو فعل سنت ہو اس سے انقباض کے کیا معنی نماز کے بعد محمد مظہر نے ایک لطیفہ بیان کیا جس سے وہ شبہ جاتا رہا وہ کہنے لگے یہ لوگ جس طرز سے آمین کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نیت فاسد ہے۔ مقلدین کو چڑانے کی نیت زیادہ تر ہوتی ہے کیونکہ آمین دعا ہے اور اس میں خشوع و خضوع اور پستی کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں خواہ زور ہی سے دعا کی جائے اور ان کے آمین کہنے میں یہ بات نہیں معلوم ہوتی ایک لٹھ سا مارتے ہیں خشوع و خضوع کے آثار نہیں معلوم ہوتے۔

(مقالات حکمت ص ۳۶۹)

فاتحہ خلف الامام کی دلیل پوچھنے والے کو جواب پہلے اصول کی تحقیق کرو

فرمایا کہ مجھ سے ایک عامی نے فاتحہ خلف الامام کی دلیل دریافت کی

میں نے اس سے کہا کہ میاں یہ تو ایک فرعی مسئلہ ہے پہلے اصول کی تحقیق کرو پھر اس میں گفتگو کرنا کہ اسلام حق بھی ہے اسلام پر مخالفین کے کیسے کیسے اعتراض ہیں پہلے تو ان کو دفع کرو، اگر وہ دفع ہو جائیں تو پھر میں اس کا بھی تمہیں جواب دے دوں گا میاں یہ سب فضول جھگڑا ہے اگر کوئی امام اعظمؒ کا مقلد ہے تو وہ نہ پڑھے اور اگر کوئی امام شافعیؒ کا مقلد ہے تو وہ پڑھ لیا کرے اس میں کوئی جھگڑے کی ضرورت نہیں۔

(مقالات حکمت ص ۳۱۱)

اختلاف قرات غیر مقلدوں کے وصل یا فصل نہ ہونے کے دعوے کو رد کرتا ہے

فرمایا کہ غیر مقلدین اس امر کے مدعی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مواقع آیات میں وصل فرمانا یا غیر مواقع آیات میں وقف فرمانا منقول نہیں لیکن فواصل کا اختلاف قرات اس دعوے کے اس جزو کو قطعاً رد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ امر مجمع علیہ ہے کہ اختلاف قرات آرائے امت سے نہیں بلکہ مسموع و منقول ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اجتہاد ورائے سے ہوتا تو اب بھی بہت سے مواقع ایسے ہیں جہاں متعدد اعراب ممکن ہیں لیکن وہاں صرف ایک ہی قرات ہے پس معلوم ہوا کہ اب جن مقامات پر اختلاف ہے وہ مسموع ہے نیز علاوہ اجماع کے اختلاف قرات متواتر منقول ہیں جن کے انکار کی گنجائش ہی نہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ۔ مجید کی دال پر آیت یقیناً ہے لیکن پھر بھی اس میں صحابہؓ سے دو قرات منقول ہیں متواتراً بکسر الدال علی انه صفة للعرش وبضم الدال علی انه تابع لذو. پس یہ اختلاف اس امر کو صاف بتلاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

موقعہ پر گاہ گاہ وصل بھی فرمایا ہے ورنہ اعراب کیسے ظاہر ہوتا پھر وہ اعراب منقول کیسے ہوتا۔

(مقالات حکمت ص ۲۲۳،۲۲۴)

بدعتی زیادہ برے ہیں یا غیر مقلد

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بدعتی زیادہ برے ہیں اور غیر مقلد غنیمت ہیں سو یہ من کل الوجوہ غلط ہے بلکہ بعض اعتبار سے غیر مقلد ہی زیادہ برے ہیں۔ بدعتیوں سے اس لئے کہ بدعتی اجتہاد نہیں کرتے غیر مقلد اجتہاد کرتے ہیں بدعتی تو بھگڑوں کے معتقد مکاروں کے معتقد وہ بھلا امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کیسے چھوڑ سکتے ہیں اور یہ بزرگان سلف کی شان میں گستاخی کریں سو یہ علی الاطلاق کیسے اچھے ہو سکتے ہیں بدزبانی بدگمانی ان کا شعار ہے بڑا ہی بے باک اور گستاخ فرقہ ہے جس کو چاہتے ہیں جو جی میں آیا کہہ ڈالتے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۲۳۹)

نمازی کے سامنے سے گزرنا

ایک کم علم غیر مقلد عالم جنہوں نے حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے سوال کرنے والے کو فوزاروزے رکھنے کا مشورہ دیا حضرت حکیم الامتؒ نے ہنوز جواب بھی نہیں دیا تھا مگر ان صاحب نے روزے بھی رکھے تھے اس کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

ان ہی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان ہی مولانا صاحب کے عقاید دیکھیے ایک خط میں لکھا کہ ملائکہ مجردات سے ہیں اتنے ناواقف آدمی ہیں پھر اوپر سے ناز بھی ہے کہ میں معقولی ہوں مگر باوجود اس کے کہ میں انہیں کم علم سمجھتا ہوں انہوں نے تفسیر میں ایک مشورہ دیا تو چونکہ وہ صحیح تھا اس لئے میں

نے اس کو بے تامل قبول کر لیا اور اپنی تفسیر کے سات مقامات ان کے مشورہ کے مطابق کر دئے کیونکہ انظرالی ماقال و لا تنظر الی من قال انہیں اس کا بھی فخر ہے کہ میں نے تفسیر میں اصلاح دی حالانکہ فخر تو میں کر سکتا ہوں کہ ایسے کم علم کے مشورہ کو قبول کر لیا کیونکہ وہ اتفاق سے صحیح تھا یہ صاحب فلاں شہر میں طبیب ہیں لیکن معلوم ہوا کہ کسی کے قلب میں ان کی وقعت نہیں گئور کھشا کی حمایت میں بھی انہوں نے مضمون لکھا تھا کیونکہ معالج زیادہ ہندو ہیں ایک سفر میں مجھ سے ملنے آئے تو سیاہ خضاب لگایا ہوا تھا لوگ انہیں دیکھ کر کہتے تھے وہ آئے سیاہ رو بیوی کی خاطر سیاہ خضاب لگاتے ہیں مگر کیا بیوی کو یہ خبر نہ ہو گی کہ میاں کی سفید داڑھی ہے یہ صاحب غیر مقلد ہیں مگر قدرے معتدل۔ اسی سلسلہ میں اکثر غیر مقلدین کی قلت درایت پر فرمایا کہ بعض لوگ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر سے کہ اگر نماز میں پڑھنے میں کوئی سامنے سے گزرے تو اس سے لڑے نہیں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حدیث شریف میں تو صاف حکم ہے اور پھر بھی امام صاحب اس کی ممانعت کرتے ہیں مگر اس اعتراض میں تدبر سے کام لیا گیا ورنہ معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کے اس قول کا ماخذ ایک بہت موٹی بات ہے یہ دیکھنا چاہئے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو ہٹانے سے مقصود کیا ہے ظاہر ہے کہ نماز کی حفاظت مقصود ہے اور نماز میں دو چیزیں ہیں ایک نماز کی ذات اور ایک اس کی صفت ذات تو یہی ہے جو نماز کی ہیئت ہے یعنی اس کے مختلف ارکان اور اس کی صفت اس کا کمال ہے اور کمال صلوٰۃ کا یہ ہے کہ اس میں خشوع بھی ہو سترہ جو کھڑا کرتے ہیں وہ بھی تحصیل خشوع ہی کے لئے ہے تاکہ طبیعت نہ بٹے اور سامنے سے گذرنے والے کو ہٹانا بھی اسی واسطے ہے کہ نماز کے کمال خشوع میں اس کے گذرنے سے خلل پیدا ہوتا ہے اور سترہ کی

ایک غرض یہ بھی ہے کہ سامنے سے گذرنے والے کو خود ہٹانا نہ پڑے بلکہ وہ خود ہی بچ جائے سترہ کے اندر سے نہ گذرے اس تمہید کے بعد اب غور کیجئے کہ صفت تابع ذات کے ہوتی ہے یا کہ ذات صفت کی تابع ہوتی ہے ظاہر ہے کہ صفت ہی تابع ہوتی ہے پس اگر صفت کی ایسی حفاظت کی جائے جس سے ذات ہی غائب ہو جائے ظاہر ہے کہ ممنوع ہو گی اب سمجھو کہ جب تم سامنے سے گذرنے والے سے لڑو گے تو کیا وہ تم سے نہیں لڑے گا اور جب ہاتھاپائی ہوئی تو نماز ہی کہاں رہی جو اس کی صفت کی حفاظت کی ضرورت ہو اس واسطے امام صاحب نے اس کی ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں جو فلیقاتل آیا ہے وہ زجر ہے تاکہ گذرنے والے کو اس حرکت کا پورا قبح معلوم ہو جائے مقصود بالاصل لڑائی نہیں ہے بس اس پر خواہ مخواہ امام صاحب پر اعتراض ہے حالانکہ خود ہی حدیث کا مطلب نہیں سمجھے - چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

ایک غیر مقلد امام صاحب کا ہل ہل کر نماز پڑھانا حدیث کا مفہوم غلط سمجھنے کے سبب

فرمایا ایسے ہی ترجمہ دیکھنے والوں کی ایک یہ بھی حکایت ہے کہ ایک غیر مقلد صاحب جب امام بنتے تو ہل ہل کر نماز پڑھاتے اور تنہا نماز میں ذرا حرکت نہ کرتے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہا حدیث میں آیا ہے من ام منکم فلیخفف۔ جس کا ترجمہ یہ لکھا ہوا تھا کہ جو امام بنے وہ ہلکی نماز پڑھائے ان حضرات نے ہلکی کو یوں پڑھا کہ ہاء کو کسرہ کر دیا اور یاء کو مجہول کر دیا یعنی ہل کے نماز پڑھائے اس لئے وہ امامت کے وقت خوب ہلتے تھے خدا بچائے اس جہالت سے ایسے ہی ایک دنیا پرست مولوی نے ایک شخص کو فتویٰ دے دیا تھا

جو میں نے لکھا ہوا بھی دیکھا تھا کہ ساس سے نکاح کرنا جائز ہے اور دلیل یہ بیان کی ساس وہ ہے جو منکوحہ کی ماں ہو اور منکوحہ وہ ہے جس سے نکاح صحیح ہو اور اس شخص کی بیوی جاہل ہے جس کی زبان سے کفریات کا صدور غالب ہے اور نکاح کے وقت تجدید ایمان ہوئی نہیں اس لئے وہ منکوحہ بنکاح صحیح نہیں تو اس کی ماں ساس تھی نہیں کمبخت نے محض گمان و تخمین پر نکاح کو بھی فاسد کر دیا اور منکوحہ کی ماں کو بھی حلال کر دیا اور حرمت مصاہرت کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ابو حنیفہؒ کی رائے ہے ہم اس کو نہیں مانتے۔

(حسم الاخرۃ ص ۱۴، ۱۵)

غیر مقلدین کی حدیث کے معاملہ میں عمل کی دوڑ صرف مسائل نماز تک محدود ہے

فرمایا قنوج میں ایک صاحب عامل بالحدیث سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہنے لگے اجی حضرت ہم صرف نماز ہی کے چند مسئلوں میں حدیث پر عمل کرتے ہیں باقی معاملات میں حدیث کا نام بھی نہیں لیتے مثلاً میں عطر بیچتا ہوں اور اس میں تیل بھی ملاتا ہوں غرض عملاً ہم بہت کمزور ہیں۔

(تذکیر الاخرۃ ص ۱۳)

تقلید واجتہاد پر ایک حکیمانہ منصفانہ تقریر

فرمایا کہ ایک عالم غیر مقلد مگر غیر متعصب یہاں آئے تھے میں نے ان سے کہا کہ تقلید کا مدار حسن ظن پر ہے جس شخص کے متعلق یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں کوئی بات بے دلیل شرعی کے نہیں کہتے اس کا اتباع کر لیا جاتا ہے اگرچہ وہ کوئی دلیل بھی مسئلہ کی بیان نہ کرے۔ اسی کا نام تقلید ہے اور جس شخص کے متعلق یہ اعتقاد نہیں ہوتا وہ دلیل بھی

بیان کرے تو شبہ رہتا ہے دیکھئے حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں اور بعض رسائل مثلاً رسالہ مظالم میں محض احکام لکھتے ہیں کوئی دلیل نہیں لکھتے مگر غیر مقلد حضرات چونکہ ان کے معتقد ہیں کہ وہ بے دلیل بات نہیں کرتے اس لئے ان کی بات کو مانتے ہیں تو حنفیہ کو بھی یہ حق ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے بیان کئے ہوئے مسائل پر بایں اعتقاد عمل کر لیں کہ وہ کوئی بات بے دلیل نہیں فرمایا کرتے۔

پھر فرمایا کہ یہاں تک بات مساوات کی تھی کہ جس طرح غیر مقلد حضرات ابن تیمیہؒ کی بات بے دلیل بھی مان لیتے ہیں حنفیہ کو بھی یہی حق کیوں حاصل نہ ہو کہ وہ ابو حنیفہ کی بات بغیر دلیل کے محض حسن ظن کی بناء پر مان لیں مگر اب میں آگے بڑھتا ہوں اور ایک مثال سے یہ واضح کرتا ہوں کہ ابن تیمیہؒ کے اجتہاد اور امام اعظم ابو حنیفہ بلکہ ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگردوں میں جو مجتہد ہوئے ہیں ان کے اجتہاد میں کیا فرق ہے۔

ابن تیمیہؒ نے کتاب مظالم میں لکھا ہے کہ اگر سلطان وقت کی طرف سے کوئی ظالمانہ ٹیکس اہل شہر کے ذمہ عائد کر دیا جائے تو اس سے اپنے آپ کو بچانا مطلقاً جائز نہیں بلکہ یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی خاص رقم مجموعی طور پر معین نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کوئی خاص معین رقم پورے شہر سے وصول کرنا ہے تو اس صورت میں اپنے آپ کو اس سے بچانا جائز نہیں کیونکہ جو بچ گیا تو اس کا حصہ بھی دوسرے مسلمانوں پر پڑ جائے گا وہ مزید ظلم میں مبتلا ہوں گے اور یہ شخص اس کا سبب بنے گا۔

اس کے مقابلہ میں فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ اس ظلم سے جو بچ سکتا ہے اس کو بچ جانا مطلقاً جائز ہے اور اس کے بچ جانے سے جو زائد رقم دوسرے مسلمانوں پر پڑے گی اس کا سبب تو بیشک یہ ہوا مگر مباشر اس عملی ظلم کا وہ

سلطان یا اس کا نائب ہے نہ کہ یہ شخص اور مباشر مختار کے ہوتے ہوئے سبب کی طرف فعل کی نسبت نہیں ہوتی اس لئے صورت مذکورہ میں اس مزید ظلم کا گناہگار بھی وہی سلطان یا اس کا نائب ہے جس کے حکم سے یہ وصول کیا گیا ہے اب انصاف سے بتلائے کہ اجتہاد کس کا زیادہ بہتر ہے ان عالم صاحب نے صاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ بیشک ابن تیمیہ اس درجہ کو نہیں پہنچے۔

اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ حنفیہ کے اجتہاد کی دلیل میں ایک حدیث سے پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وددت ان اقتل فی سبیل الله ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیی

میری یہ تمنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ اور پھر قتل کیا جاؤں۔

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقتول ہونے کی دعاء کر رہے ہیں اور یہ جبھی ہوگا کہ کوئی آپ کا قاتل بنے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نبی کا قاتل اعلیٰ درجہ کا کافر اور جہنمی ہوگا تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس دعا کی وجہ سے سبب ہوئے ایک شخص کے جہنمی ہونے کا اگر اس کو گناہ کہا جاوے تو یہ عصمت کے خلاف ہے سوائے اس کے اور کیا جواب ہو سکتا ہے کہ سبب کی طرف نسبت فعل اس وقت ہوتی ہے جب کوئی فاعل مختار مباشرت عمل کرنے والا نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ بعض غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے پھر فرمایا کہ مگر ان کی تقلید بوجہ خود

مجتہد عالم ماہر ہونے کے جائز تھی اب جاہل لوگ یا معمولی عربی جاننے والے اپنے آپ کو ابو حنیفہ پر قیاس کر کے تقلید نہ کریں۔

(مجالس حکیم الامت)

ایک غیر مقلد کی دعوت اور حضرت کی حکیمانہ تعلیم

فرمایا کہ قنوج میں ایک غیر مقلد صاحب نے میری دعوت کی میں نے منظور کر لیا اہل سنت بھائیوں نے مجھے اشارہ سے منع کیا ان کو خطرہ تھا کہ یہ سب غیر مقلد ہیں اور کسی مقلد کو دعوت میں شریک نہیں کیا کہیں خدانخواستہ کوئی ایذاء پہنچے مگر مجھے شبہ نہ تھا اس لئے میں نے دعوت قبول کر لی جب وہاں پہنچا تو ایک شخص نے نواب صدیق حسن خاں صاحب کی ایک کتاب میں ایک مضمون تقلید کے خلاف دکھلایا اور پوچھا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ میں نے پوچھا کہ آپ کو نواب صاحب کے لکھے ہوئے میں کچھ تردد ہے یا نہیں؟ وہ آدمی ہوشیار تھا میری غرض سمجھ گیا اور کہنے لگا بس تسلی ہو گئی حضرتؒ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ میں چونکہ اب آپ کا نمک کھاؤں گا آپ کا حق میرے ذمہ ہو گیا اس لئے میں محض خیر خواہی سے ایک بات کہتا ہوں وہ یہ کہ ترک تقلید تو ایک مسئلہ ہے اس میں گنجائش ہے اگر آپ نیک نیتی سے کرتے ہیں تو ہمیں اس میں زیادہ کلام نہیں لیکن دو چیزیں آپ کے یہاں زیادہ شدید اور یقینی معصیت ہیں ان سے بچنے کا اہتمام کیجئے۔

(یعنی بدگمانی اور بدزبانی) (مجالس حکیم الامت ص ۲۷۳)

رفع یدین اور عدم رفع یدین آمین بالجہر اور آمین بالسر دونوں سنت میں ہیں

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلویؒ نے بعض حنفیوں کے

غلو کو دیکھ کر خود جہر آمین اور رفع یدین شروع کر دیا حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ نے ان سے فرمایا کہ جہر آمین اور رفع یدین بلاشبہ سنت سے ثابت ہیں اور بہت سے آئمہ مجتہدین کا اس پر عمل ہے اگر اس پر کوئی عمل کرے تو فی نفسہ کوئی مضائقہ نہیں لیکن جہاں سب لوگ حنفی ہیں وہاں اس عمل سے لوگوں کو خواہ مخواہ تشویش ہوتی ہے جس سے بچنا بہتر ہے مولانا اسماعیل شہیدؒ نے عرض کیا کہ حضرت حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اس جگہ یہ سنت مردہ ہو رہی ہے اس لئے میں اس کو زندہ کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالقادر نے فرمایا کہ میاں اسماعیل ہم تو سمجھتے تھے کہ تم بڑے فاضل عالم ہو گئے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ سنت کا مردہ ہونا وہاں صادق آتا ہے جہاں سنت کے خلاف کسی بدعت نے جگہ لے لی ہو اور جہاں ایک سنت کے مقابلہ میں دوسری سنت ہو اور آئمہ مجتہدین میں اختلاف ہو کوئی اس سنت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتا ہے کوئی اس کے مقابل دوسری سنت کو ترجیح دے کر اس پر عمل کرتا ہے وہاں دونوں طرف سنت ہی سنت ہے کوئی بدعت نہیں اس لئے سنت مردہ نہیں تو پھر احیاء سنت کا اس موقع پر اطلاق کیسے صحیح ہو گا۔

کیونکہ جس طرح سنت سے جہر آمین اور رفع یدین ثابت ہے اسی طرح اخفاء آمین اور ترک رفع یدین بھی سنت ہی سے ثابت ہیں دونوں میں راجح و مرجوح کا فرق آئمہ مجتہدین کا کام ہے ان میں سے کچھ آئمہ نے جہر اور رفع کو ترجیح دے دی کچھ آئمہ نے ترک جہر اور رفع راجح قرار دیا۔ یہاں دونوں طرف میں کوئی بھی بدعت نہیں جس سے سنت مردہ ہو۔

احقر جامع کہتا ہے کہ آئمہ اربعہ کے متفق علیہ اصول سے یہ ثابت

ہے کہ جس مسئلے میں اجتہاد کی گنجائش ہو اور آئمہ مجتہدین اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اس کی کوئی خاص صورت تجویز کر کے عمل کریں تو ان میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی دونوں جانبین معروف ہی فرد ہوتی ہیں اس لئے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطاب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور اپنے مسلک مختار کے مخالف عمل کرنے والوں پر تارک سنت ہونے کا الزام لگانا یا ان کو فاسق کہنا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

امام حدیث حافظ ابن عبدالبر مالکی نے اپنی کتاب جامع العلم میں اس کے متعلق جو مضمون نقل فرمایا ہے وہ اہل علم کو ہمیشہ مستحضر اور صفحہ قلب پر نقش رکھنا ضروری ہے تاکہ ان مفاسد سے بچ سکیں جن میں آج کل کے بہت سے علماء مبتلا ہیں کہ اجتہادی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر تک پہنچ جاتے ہیں اور اکابر علماء کی شان میں بے ادبی کے مرتکب ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں دیندار مسلمان آپس میں ٹکراتے ہیں اور پھر خدا جانے کتنے صغیرہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(مجالس حکیم الامت ص ۶۸، ۶۹)

کامل مجتہد کی تقلید چھوڑ کر ناقص کی تقلید میں اتباع فہم ہے

فرمایا ایک طالب علم نے امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھی تو میں نے ان سے سوال کیا کہ تم نے امام کے پیچھے قرات کیوں کی؟ کہا مولوی عبدالحی صاحبؒ مرحوم نے لکھا ہے میں نے کہا سبحان اللہ کیا مولوی عبدالحی صاحبؒ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھے ہوئے ہیں کہ حضرت امام کی تقلید چھوڑ کر ان کی تقلید کرنے لگیں یہی حال ان مدعیان عامل بالحدیث کا ہے کہ ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر علامہ شوکانی وغیرہ کی تقلید کرتے ہیں۔

(انفع ص ۲۸)

ایک جاہل مدعی اجتہاد کا ایک میل کی مسافت پر قصر کرنا

فرمایا مسافرت حسب الرکان ہی کو اصطلاح فقہاء میں سفر کہا جاتا ہے
جس کو تم بھی روز و شب کی اصطلاح میں سفر سے تعبیر کرتے ہو چنانچہ جس
وقت یہ انتقال مکانی ہوتا ہے اس وقت قصر کا حکم دیا جاتا ہے اور انسان مسافر
سے تعبیر کیا جاتا ہے ورنہ مقیم کہا جاتا ہے اور جس سفر کا فرمان نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم میں ذکر ہے جس کے اعتبار سے تم ہر وقت مسافر ہو یہ منشاء اور دارو
مدار تغیر احکام کا نہیں اس سفر پر قصر ثابت نہیں اس کو خوب غور سے سن لو
کبھی نفس و شیطان کے مغالطہ میں پھنس جاؤ کہ جب ہم بروئے حدیث مسافر
ٹھیرے تو مسافر کے واسطے تو قصر کا حکم ثابت ہے رباعی نماز اس کے حق میں
ثنائی ہوتی ہے لہذا ہم پھر کیوں بجائے دو کے چار پڑھیں اللہ دے اور بندہ لے
چلو دو رکعتوں سے تو فرصت ملی جس طرح ایک جاہل کی حکایت ہے کہ وہ
ہمیشہ قصر کیا کرتے تھے خواہ وطن اصلی ہی میں ہوں ایک شخص نے سوال کیا
کہ آپ ہر حالت میں قصر کرتے ہیں خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں یہ تو صریح
مخالفت ہے احکام فقہیہ شرعیہ کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا یہ فعل اگر فقہ
کے مخالف ہے تو ہو حدیث کے تو موافق ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عابر سبیل اور مسافر کے الفاظ فرمائے ہیں اور ہماری حالت قیام فی
الدنیا کو سفر سے تعبیر کیا ہے لہذا ہم اگر قصر کرتے ہیں تو کونسا برا کام کرتے
ہیں۔ اسی طرح ایک اور صاحب تھے اگر ان کو ایک میل جانے کی بھی ضرورت
پیش آتی تو وہ قصر کر لیا کرتے تھے ان سے کسی شخص نے کہا کہ آپ کا یہ طرز
عمل عجیب نرالا ہے جو تمام روایات فقہیہ کے خلاف ہے کسی امام کے مذہب پر
بھی ایک میل کی مسافت میں قصر نہیں آج تک کسی نے اس کو مدت سفر نہیں
قرار دیا جواب دیا کہ ہمیں کسی امام کے مذہب سے کیا لینا جب نص صریح کلام

اللہ میں موجود ہےاِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (جب تم زمین پر سفر کرو) اس سے بڑھ کر اور کونسی نص ہو سکتی ہے کیونکہ ضرب فی الارض ایک میل کی مسافت پر بھی صادق آتا ہے لہذا ہم بموجب اس آیت کے قصر کرتے ہیں تو اس شخص نے جواب دیا کہ اگر قصر کا ثبوت محض ضرب فے الارض۔ (زمین پر سفر کرنا) سے ہے تو اس کے معنی لغوی تو زمین پر قدم مارتے اور چلنے کے ہیں لہذا اگر آپ مکان سے مسجد میں آکر نماز پڑھا کریں تب بھی قصر کیا کریں اس وجہ سے کہ اطلاق لغوی موجود ہے۔ اتنی دور چلنے سے بھی آپ کے قول پر پیر مارنے کا اطلاق آسکتا ہے اس میں کسی مقرر کی تعین تو ہے نہیں تا کہ اس کا لحاظ کیا جائے۔

(الدنیا والاٰخرۃ ص ۲۲۲)

حضرات غیر مقلد بھی اکثر احادیث کو ضعیف کہہ کر ان پر عمل نہیں کرتے

ایک صاحب نے مجھ سے ریل میں پوچھا کہ اجتہاد کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی حقیقت میں آپ کو کس طرح بتلاؤں ہاں ایک مثال بیان کرتا ہوں اس سے آپ کو اجتہاد کا نمونہ معلوم ہو جائے گا وہ یہ کہ اگر دو شخص مسافر ایسے ہوں جو علم میں بھی مساوی قرأت میں بھی مساوی اور تقویٰ وورع میں بھی برابر ہیں عمر و نسب میں بھی یکساں ہیں پھر وہ دونوں رات کو سوئیں اور جب اٹھیں تو ایک کو احتلام ہو گیا ہو جس کے ذمہ غسل واجب ہے اور دوسرے کو احتلام نہیں ہوا اور دونوں ایسے مقام میں ہیں جہاں پانی دور تک نہیں ملتا اس لئے دونوں نے تیمم کیا ایک نے غسل جنابت کا تیمم کیا ایک نے وضو کا تو بتلایئے ان دونوں میں امامت کے لئے کون افضل ہے کہا وہ شخص

جس نے وضو کا تیمم کیا ہے کیونکہ طہارت دونوں کی برابر ہے نجاست ایک کی اشد تھی میں نے کہا لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ جس نے غسل کا تیمم کیا ہے وہ افضل ہے اس پر وہ صاحب حیران ہو کر میرا منہ تکنے لگے کہ یہ کیونکر " میں نے کہا کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ تیمم فقدان ماء کے وقت طہارت کاملہ ہے تو جس نے غسل کا تیمم کیا ہے اس نے غسل کیا ہے اور جس نے وضو کا تیمم کیا ہے اس نے وضو کیا ہے اور غسل نہیں کیا اور غسل وضو سے افضل ہے دوسرے جس نے وضو کا تیمم کیا ہے ممکن ہے اس کے ذمہ کبھی غسل واجب ہو گیا ہو جس کی اسے خبر نہ ہوئی ہو اور جنابت والے نے چونکہ غسل کا تیمم کیا ہے تو اس کے لئے یہ احتمال اب منقطع ہو گیا کیونکہ اس نے اس وقت غسل کر لیا ہے تو اس کی طہارت ہر طرح کامل ہے اس کو سن کر وہ کہنے لگا کہ واقعی فقہا نے صحیح کہا میں نے کہا بس یہی اجتہاد کا نمونہ ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم لوگ استقلالاً فقہاء کے متبع ہیں بلکہ استقلالاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرتے ہیں مگر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فقہاء کے بیان فرمانے سے معلوم ہوئی کہ حضورؐ کی مراد یہ ہے جیسے کوئی شخص قانون کو وکیل سمجھ کر اس پر وکیل کے بتلانے کے موافق عمل کرے تو کیا آپ یہ کہیں گے کہ یہ شخص وکیل کا متبع ہے نہیں بلکہ قانون گورنمنٹ کا متبع ہے گورنمنٹ ہی کی اطاعت کر رہا ہے اسی طرح یہاں سمجھو (اور جو لوگ مقلدین کو فقہاء کا متبع کہتے ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ لوگ خود اہل لغت اور اہل نحو و صرف اور محدثین کا اتباع کرتے ہیں کیوں کہ بدوں اہل لغت کے حدیث و قرآن کا سمجھنا محال ہے اسی طرح بدوں محدثین کے حدیث کا علم دشوار ہے تو یہ بھی حضورؐ کے متبع نہ ہوئے بلکہ ان وسائط کے متبع ہوئے اور اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ محض فہم حدیث و فہم لغت قرآن میں واسطہ ہیں ان

کے ذریعہ سے ہم صرف مراد رسول کو معلوم کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں تو بعینہ یہی جواب مقلدین کی طرف سے ہے کہ ہم بھی فقہاء کو محض فہم مراد رسول اللہ کا واسطہ بناتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں رہا یہ اشکال کہ مقلدین فقہاء کے قول سے رسول کے قول کو چھوڑ دیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اگر ایک حدیث کو چھوڑتے ہیں تو کسی دوسری حدیث یا آیت پر عمل کرتے ہیں اور غیر مقلد بھی ساری احادیث پر عمل نہیں کرتے وہ بھی بہت سی احادیث کو کبھی منسوخ کہہ کر کبھی ضعیف بتا کر چھوڑ دیتے ہیں تو فقہاء نے ایسا کیا تو ناگوار کیوں ہے جیسا تم کو کسی حدیث کے ضعیف کہہ دینے کا حق ہے فقہاء کو بھی حق ہے جیسا تمہارے پاس حدیث کے صحیح وضعیف ہونے کا معیار و قاعدہ ہے فقہا کے پاس بھی اس کا معیار و قاعدہ ہے اور اس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ تمہارے ہی قواعد صحیح ہیں ان کے صحیح نہیں اگر قرآن و حدیث سے تم ان قواعد کو ثابت کر سکو تو ہمت کر کے بیان کرو۔ ولن تفعلوا ذلك ابداً

(الارتیاب والاغتیاب ص ۲۹، ۳۰، ۳۱)

معالجات شیخ کا حدیث سے ثابت کرنا ضروری نہیں

فرمایا معالجات میں صرف اس کی ضرورت ہے کہ شریعت میں اس کی ممانعت نہ ہو صراحۃً مذکور ہونا شرط نہیں ورنہ زکام میں بنفشہ اور گاؤزبان کا پینا بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ حدیث میں اس کا کہاں ذکر ہے تو جو شخص ہر معالجہ کے لئے شیخ سے حدیث کا مطالبہ کرے گا۔ وہ کبھی تندرست نہیں ہو سکتا چنانچہ ایک مدعی عامل بالحدیث نے مجھے خط لکھا کہ میں طریق باطن حاصل کرنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھ کو طریق کی تعلیم کر سکتے ہیں مگر میں تقلید کا منکر ہوں میں نے جواب میں لکھا کہ یہ بتلاؤ کہ طریق کے متعلق میں جو کچھ بتلاؤں گا اس

میں میری بھی تقلید کرو گے یا نہیں اس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا اگر یہ لکھتا کہ ہاں تقلید کروں گا تو اس پر یہ اشکال واقع ہوتا تھا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے تو انکار اور ایک مقلد حنفی کی تقلید کا اقرار اور اگر یہ لکھتا کہ تقلید نہ کروں گا تو میں جواب دیتا کہ اس حالت میں طریق کی تعلیم نہیں ہو سکتی کئی مہینوں کے بعد ان صاحب کا خط آیا کہ تم یہ سوال مجھ سے نہ کرو ہم طریق کی تعلیم کرو میں ہنسنے لگا اور احباب سے کہا کہ اگر یہ شخص مجھ سے پوچھتا تو میں خود اس کو بتلا دیتا کہ تم یہ لکھو کہ ہاں تقلید کروں گا اور اس پر جو یہ اشکال ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے تو انکار ہے اور ایک مقلد کی تقریر کا اقرار ہے اس کا جواب یہ تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید تو احکام میں کی جاتی ہے اور شیخ طریق کی تقلید معالجات اور امور انتظامیہ میں کی جاتی ہے اور اس تقلید کے جواز میں اختلاف نہیں بزرگوں کی جوتیوں کی برکت سے ہم خود اپنے لاجواب ہونے کی ترکیب بتلا دیتے ہیں بشرطیکہ مخاطب طالب ہو۔

(الارتیاب ص ۱۳، ۱۴)

حضرت شاہ اسماعیل دہلویؒ پکے حنفی تھے

فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ صحبت کے لئے اس شخص کو اختیار کرو جو محدث بھی ہو اور فقیہ بھی اور صوفی بھی اعتدال اسی سے ہوتا ہے یہ قول ان کا قول جمیل میں ہے شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا خاندان ماشاء اللہ ان اوصاف کا جامع ہے جن میں مولانا اسماعیل صاحبؒ بھی ہیں بعض لوگ مولانا کو غیر مقلد سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے میرے ایک استاد بیان فرماتے تھے کہ دو سید صاحب کے قافلہ کے ایک شخص سے ملے ان سے پوچھا تھا کہ مولانا غیر مقلد تھے انہوں نے کہا یہ تو ہم کو معلوم نہیں لیکن سید

صاحب کے تمام قافلہ میں یہ مشہور تھا کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہوتے ہیں اس سے سمجھ لو کہ اس قافلہ میں کوئی غیر مقلد ہو سکتا ہے ایک حکایت اور فرمائی سند یاد نہیں کسی نے مولانا سے مسئلہ پوچھا فرمایا امام صاحب کے نزدیک یوں ہے اس نے کہا آپ اپنی تحقیق فرمایئے فرمایا میں کیا کر سکتا ہوں امام صاحب کے سامنے مولانا کے غیر مقلد مشہور ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ مولانا نے بعض جاہل غالی مقلدین کے مقابلہ میں بعض مسائل خاص عنوان سے تعبیر کرائے اور ایک بار ان کے مقابلہ میں آمین زور سے کہہ دی کیونکہ غلو اس وقت ایسا تھا۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے زور سے آمین کہہ دی تھی تو اس کو مسجد کے اونچے فرش پر سے گرادیا تھا مولانا کو اس پر بہت جوش ہوا اس کتاب میں ہے کہ آپ نے بیس مرتبہ آمین کہی شاہ عبدالعزیز صاحب سے لوگوں نے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ان کو سمجھایئے فرمایا وہ خود عالم ہیں اور تیز ہیں کہنے سے ضد بڑھ جائے گی خاموش رہو۔ مولانا نے ایک رسالہ بھی رفع یدین کے اثبات میں لکھا ہے لیکن غیر مقلد ہرگز نہ تھے ایک حکایت مولوی فخر الحسن صاحب بیان کرتے تھے اس سے بھی مولانا کے حنفی ہونے کی تائید ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مولانا کے ایک بیٹے محمد عمر نامی مجذوب تھے اور بہت بھولے لیکن بہت ذہین چنانچہ ایک شخص ان کے سامنے کنز لے گیا کہ اس کا سبق پڑھا دیجئے کہا میں نے یہ کتاب کبھی دیکھی نہیں مگر جب وہ طالب علم پڑھنے بیٹھا تو بہت اچھی طرح سے پڑھادی حتی کہ تھوڑا پڑھ کر اس نے کتاب بند کی تو کہا بھائی دس ورق تو پڑھوا اور بھولے ایسے تھے کہ ایک بار مولوی محبوب علی صاحب کے وعظ میں پہنچے مجمع بہت تھا مگر واعظ صاحب کی آواز پست تھی ان کو آواز نہ آئی تو گھر لوٹ کر گئے اور کہا کہ دعا کریں گے کہ اس واعظ کی آواز بڑھ جاوے اور دعا مانگی پھر فوراً آدمی بھیجا دیکھنے کے لئے کہ ہتلاؤ آواز

کچھ بڑھی یا نہیں۔ یہ صاحبزادے ایک دفعہ جامع مسجد کے حوض کے پاس کو گذرے وہاں غیر مقلدین میں مذاکرہ حدیث ہو رہا تھا یہ بھی بیٹھ گئے ہمراہیوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ غیر مقلد ہیں فرمایا بلا سے حدیث رسول کا تو بیان ہو رہا ہے بیان کرنے والے نے ایک مقام میں امام صاحب پر کچھ طعن کیا انہوں نے ایک دھول رسید کی اور کہا چلو یہاں بے ایمان ہیں ان کی وجاہت بہت تھی کوئی بول نہ سکا۔ سو اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا غیر مقلد نہ تھے اگر غیر مقلد ہوتے تو ان کا بیٹا ایسا کیوں ہوتا واللہ اعلم

(حسن العزیز جلد چہارم ص ۶۵۸)

بیس رکعت تراویح کی ایک عامی دلیل

فرمایا کہ ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سن کر مولانا شیخ محمد صاحب کے پاس آئے تھے انہیں تردد تھا کہ آٹھ یا بیس یہ نئے مجتہد اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہیں کیوں صاحب حدیث میں بیس بھی تو آئی ہیں ان پر کیوں نہ عمل کیا کہ ان کے ضمن میں آٹھ پر بھی عمل ہو جاتا بات کیا ہے کہ نفس کو سہولت تو آٹھ ہی میں ہے بیس کیونکر پڑھیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور شاذ اور ضعیف حدیث کو بھی سہارا بنا لیتے ہیں۔

قاری عبدالرحمٰن صاحب ان کے غلاۃ (غلو کرنے والے) کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ یہ بیشک عامل بالحدیث ہیں لیکن الف لام الحدیث میں عوض مضاف الیہ کے ہے اور وہ مضاف الیہ نفس ہے یعنی عامل حدیث النفس تو واقعی یہ لوگ حدیث نفس کے عامل ہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل نہیں یہ لوگ اپنے نفس کے موافق احادیث تلاش کیا کرتے ہیں جیسے کسی کی حکایت مشہور ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں قرآن کا کونسا حکم سب

سے زیادہ پسند ہے کما ربنا انزل علینا مآئدۃ من السمآء (ترجمہ۔ اے رب ہم پر آسمان سے مائدہ یعنی خوان نازل فرما) تو اسی طرح انہوں نے بھی تراویح کی تمام احادیث میں سے صرف آٹھ رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ بیس بھی آئیں ہیں اور وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ تین رکعتیں بھی آئیں ہیں پانچ بھی آئی ہیں سات بھی آئی ہیں خیر وہ بے چارے ان کے ٹھکانے سے تردد میں پڑ گئے مولانا سے پوچھا مولانا نے فرمایا کہ بھئی سنو اگر محکمہ مال سے اطلاع آئے کہ مالگذاری داخل کرو اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ کتنی ہے تم نے ایک نمبر دار سے پوچھا کہ میرے ذمہ کتنی مال گذاری ہے اس نے کہا آٹھ روپے پھر تم نے دوسرے نمبر دار سے پوچھا اس نے کہا بارہ روپے اس سے تردد بڑھا تم نے تیسرے سے پوچھا اس نے کہا بیس روپیہ تو اب بتاؤ تمہیں کچہری کتنی رقم لے کر جانا چاہیے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لے کر جانا چاہئے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ رہے گی اور اگر میں رقم کم لے کر گیا اور وہاں ہوئی زیادہ تو کس سے مانگتا پھروں گا۔ مولانا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو۔ اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور ہیں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لا کر دو گے اور اگر بیس ہیں اور طلب کم کی ہے تو بچ رہیں گی اور تمہارے کام آئیں گی کہنے لگے ٹھیک ہے سمجھ میں آگیا اب میں ہمیشہ بیس رکعتیں پڑھا کروں گا اس تسلی ہو گئی سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیقت میں یہ لوگ حمعء امت ہوتے ہیں ایک اور عامی شخص نے مولانا سے پوچھا تھا کہ ولا الضالین ہے کہ ولا الظالین پوچھا قرآن میں لکھا کیا ہے اس نے کہا قرآن میں تو والاالضالین لکھا ہے آپ نے فرمایا بس جو قرآن میں لکھا ہے وہی ٹھیک ہے واقعی ایسے عامی کو اس سے زیادہ سمجھانے کا اس سے بہتر کیا طریقہ ہو گا۔ (روح القیام ص ۶۰، ۶۱)

اصل نماز میں ترک رفع یدین ہے

فرمایا مسلم کی حدیث مالی اراکم رافعی ایدیکم میں مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے فرمایا کہ اس سے رفع یدین سلام میں مراد ہے اور یہ حنفیہ کو زیادہ مفید ہے کیونکہ حالت سلام میں من وجہ داخل اور من وجہ خارج ہے اور علت آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسکنوا فی الصلوۃ اور جس علت کو شارع خود فرمائیں وہ قطعی ہوتی ہے تو گویا جو حالت من وجہ داخل من وجہ خارج ہے اس سے رفع یدین بوجہ منافی سکون ہونے کے ناجائز ہے اور جو رفع یدین وسط صلوٰۃ میں ہو وہ بالطریق اولیٰ حالت صلوٰۃ کے خلاف ہو گی اور اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل نماز میں ترک رفع یدین ہے اور رفع جو ہوا تو عارض کی وجہ سے مثلاً تعلیم اصم وغیرہ۔

(الکلام الحسن جلد دوم ملفوظ ۲۲۳)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی تھے اور حضورؐ نے انہیں تقلید پر مجبور کیا

فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں پر مجبور فرمایا اور میرا جی نہ چاہتا تھا اول تو مذاہب اربعہ سے خارج ہونے سے منع فرمایا دوسرے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنھم سے افضل جاننے کو جی چاہتا تھا اس سے روکا اور افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما پر مجبور کر لیا اور ترک اسباب مری اصلی خواہش تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبت الاسباب پر مجبور فرمایا اس اسباب

ظاہرہ کو اختیار کرنا سنت ہے۔

(امثال عبرت حصہ دوم ص ۷۲ قصص الاکابر ص ۱۳)

یہ بھی فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ محض مقلد نہ تھے محقق مقلد تھے۔